ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

1

www.tanzeem.org

31 دسمبر 2013ء تا 6 جنوری 2014ء / 27 صفر تا 3 ربیع الاوّل 1435ھ

پہلی اور آخری کتاب

تاریخ عالم میں پہلی مرتبہ قرآن نے کائنات میں غور وفکر کی دعوت دی۔ یہ پہلی اور آخری مذہبی کتاب ہے جس نے یہ کہا کہ اللہ کی ہستی کا ثبوت تمہارے اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے: ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (حٰمٓ السجدۃ:53) ’’عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی‘ یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہی بات حق ہے!‘‘ اور جب قرآن حق ہے تو کوئی اس کا نازل کرنے والا بھی ہے اور وہ بھی حق ہے۔ عوام الناس کے لئے یہ دلیل دی: ﴿اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (ابراھیم:10) ’’کیا اللہ کی ہستی میں شک ہوسکتا ہے؟ وہی تو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے!‘‘

قرآن دنیا میں پہلی مذہبی کتاب ہے جس نے صاحبانِ عقل وفہم وذکر وفکر کو کائنات میں تعقل‘ تفکر‘ تدبر اور تفقہ کی دعوت دی۔ قرآن کی عظمت کا اندازہ صرف مذاہبِ عالم کی مذہبی کتابوں کے تقابلی مطالعے سے ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے لیکن کسی یونیورسٹی میں مذاہبِ عالم کے تقابلی مطالعے کا کوئی خاص شعبہ نہیں ہے۔

قرآن کے سوا کسی مذہبی کتاب نے باطن (ذہن) اور خارج (عالمِ رنگ و بو) میں اتنا بڑا انقلاب پیدا نہیں کیا۔ قرآن پہلی کتاب ہے جس نے برہان کو کسی دعوے کی صحت کا معیار بنایا۔ اسلام سے پہلے دنیا کے تمام مذاہب برہان کے نام سے ناآشنا تھے۔ ہندومت‘ جین مت‘ بدھ مت‘ زرتشتیت‘ مینکی ازم‘ متھرا ازم‘ باطنیت‘ یہودیت اور عیسائیت‘ ان میں سے کسی مذہب نے دلیل و برہان کی دعوت نہیں دی۔

قرآن دنیا میں پہلی اور آخری کتاب ہے جس نے عقل کی تسلی کا سامان مہیا فرمایا۔ (ا) دعویٰ کیا تو دلیل بھی دی‘ تاکہ عقل مطمئن ہوسکے اور آپ قبول کرسکیں (ب) حکم دیا تو اس کی لِم بتائی‘ تاکہ عقل مطمئن ہوسکے اور آپ عمل کرسکیں۔ مثلاً قرآن نے کہا خدا دو نہیں ہوسکتے تو اس پر برہان بھی پیش کی: ’’لَفَسَدَتَا!‘‘ قرآن نے حکم دیا روزہ رکھو تو لِم بھی بتادی: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

ماخذ: حکمت قرآن‘ مارچ 2004ء

تحریر: پروفیسر یوسف سلیم چشتی

اس شمارے میں

وزیرستان آپریشن

سنت: وحدتِ امت کا ذریعہ

نشۂ غفلت

عبدالقادر ملاّ کی پھانسی ......

پیکار

پسند کی شادی

صہیونی بادشاہت

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (593)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

انسان کا مادۂ تخلیق

سُورۃُ الحِجر | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | (آیت 26)

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿ۚ۲۶﴾

آیت ۲۶ ﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾﴾ ''اور یقیناً ہم نے بنایا ہے انسان کو سنے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے۔''

حَمَاٍ مَّسۡنُوۡن سے سَنا ہوا گارا مراد ہے' جس سے بد بو بھی اُٹھ رہی ہو۔ اس رکوع میں یہ ثقیل اصطلاح تین مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ انسان کے مادۂ تخلیق کے حوالے سے قرآن میں جو مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں' ان پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے مرحلے پر تُراب یعنی مٹی کا ذکر ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ......﴾ (الروم: ۲۰)۔ مٹی میں پانی مل کر گارا بن جائے تو اس گارے کو عربی میں 'طِین' کہتے ہیں۔ لہٰذا انسان کی تخلیق کے سلسلے میں طین کا ذکر بھی قرآن میں متعدد بار ہوا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ہم شیطان کا یہ قول پڑھ آئے ہیں: ﴿خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ ﴿۱۲﴾﴾ ''مجھے تو نے بنایا آگ سے اور اس (آدم) کو بنایا مٹی سے''۔ طین کے بعد ''طین لازب'' کا مرحلہ ہے۔ سورۃ الصّٰفّٰت میں فرمایا گیا: ﴿اِنَّا خَلَقۡنٰہُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾﴾ ''طین لازب'' اصل میں وہ گارا ہے جو عمل تخمیر (fermentation) کی وجہ سے لیس دار ہو چکا ہو۔ عام طور پر گارے میں کوئی organic matter بھوسہ وغیرہ ملانے سے اس کی یہ شکل بنتی ہے۔ ''طین لازب'' کے بعد اگلا مرحلہ 'حمإٍ مسنون' کا ہے۔ اگر لیس دار گارا زیادہ دیر تک پڑا رہے اور اس میں سڑاند پیدا ہو جائے تو اس کو ''حمإٍ مسنون'' کہا جاتا ہے۔ پھر اگر یہ سنا ہوا گارا (حمإٍ مسنون) خشک ہو کر سخت ہو جائے تو یہ کھنکنے لگتا ہے۔ آپ نے کسی دریا کے ساحل کے قریب یا کسی دلدلی علاقے میں دیکھا ہوگا کہ زمین کے اوپر خشک پپڑی سی آ جاتی ہے' جس پر چلنے سے یہ آواز پیدا کر کے ٹوٹتی ہے۔ ایسی مٹی کے لیے قرآن نے 'صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّار' (الرحمٰن: ۱۴) کی اصطلاح استعمال کی ہے' یعنی ٹھیکرے جیسی کھنکھناتی مٹی۔

انسان کے مادۂ تخلیق کے لیے مندرجہ بالا تمام الفاظ میں سے صرف ایک بنیادی لفظ ہی کفایت کر سکتا تھا کہ ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا' لیکن اس ضمن میں ان مختلف الفاظ (تُراب' طِین' طِین لازب' صَلۡصَالٍ مِّنۡ حمإٍ مسنون اور صَلۡصَالٍ کالفخّار) کے استعمال میں یقیناً کوئی حکمت کارفرما ہوگی۔ ممکن ہے یہ تخلیق کے مختلف مراحل (stages) کا ذکر ہو اور اگر ایسا ہے تو نظریہ ارتقاء (Evolution Theory) کے ساتھ بھی اس کی تطبیق (corroboration) ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ انسان کی تخلیق اگر خصوصی طور پر بھی عمل میں آئی ہو تو ہو سکتا ہے کہ باقی حیوانات ارتقائی انداز میں پیدا کیے گئے ہوں۔ بہر حال زمین کی حیوانی حیات کے بارے میں سائنس بھی قرآن سے متفق ہے کہ یہ تمام مخلوق مٹی اور پانی سے بنی ہے۔ ادھر قرآن فرماتا ہے کہ مبدأ حیات پانی ہے اور اس سلسلے میں سائنس کا نظریہ بھی یہی ہے کہ ساحلی علاقوں میں مٹی اور پانی کے اتصال سے دلدل بنی' پھر اس دلدل کے اندر عمل تخمیر (fermentation) کے ذریعے سڑاند پیدا ہوئی تو وہاں ایلجی (Algai) یا امیبا (Amoeba) کی صورت میں نباتاتی یا حیوانی حیات کا آغاز ہوا۔ چنانچہ سائنسی تحقیق یہاں قرآن سے اتفاق کرتی نظر آتی ہے' گویا بع ''متفق گردید رائے بوعلی با رائے من!''

فرمان نبویؐ

قومی عزت و آبرو کا انحصار

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمۡ خِیَارَکُمۡ وَاَغۡنِیَاءُ کُمۡ سُمَحَاءَ کُمۡ وَاُمُوۡرُکُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَکُمۡ فَظَھۡرُ الۡاَرۡضِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ مِنۡ بَطۡنِھَا' وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمۡ شِرَارَکُمۡ وَاَغۡنِیَآءُ کُمۡ بُخَلَاءَ کُمۡ وَاُمُوۡرُکُمۡ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ فَبَطۡنُ الۡاَرۡضِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ مِنۡ ظَھۡرِھَا)) (رواہ الترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب نیک اور لائق اشخاص تمہارے حکمران ہوں اور تمہارے مال دار لوگ محسن اور فیاض ہوں اور تمہارے اجتماعی معاملات لباہم صلاح و مشورے سے طے ہوا کریں تو تمہارے لیے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے اوپر حکومت کرنے لگیں اور تمہارے مال دار کنجوس اور بخیل ہو جائیں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہوگا۔''

ادار یہ

محبوب الحق عاجز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وزیرستان آپریشن:

بے کسی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

فاٹا سے ارکان قومی وخیبر پختون اسمبلی نے وزیراعظم نواز شریف‘ چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف اور وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان سے پرزور اپیل کی ہے کہ شمالی وزیرستان میں جاری آپریشن فوری طور پر روکا جائے۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بیرونی قوتیں نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں امن ہو۔ جب بھی مذاکرات کا نام لیا جاتا ہے تو ڈرون گرا کر حالات کو مزید خراب کر دیا جاتا ہے۔ ارکان قومی وصوبائی اسمبلی مولانا جمال الدین‘ محمد نذیر اور محمد غالب سمیت دیگر نے کہا کہ اگر ڈرون حملے بند ہو جائیں تو پاکستان میں 80 فیصد امن ہو جائے گا اور باقی 20 فیصد مسئلہ مذاکرات سے حل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرفیو کی وجہ سے 70 سے زائد لوگ مر چکے ہیں اور گھروں سے راشن ختم ہو گیا ہے۔ فاٹا کے یہ نمائندے وزیر داخلہ آفس کے سات دن سے چکر لگا رہے ہیں‘ مگر وہ ٹائم نہیں دے رہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمام سیاست دان اپنی نیت صاف کر لیں تو طالبان کے ساتھ مذاکرات کامیاب ہو سکتے ہیں۔

شمالی وزیرستان میں آگ برسانے کا جو دھندہ پھر شروع ہو گیا ہے‘ اس پر فاٹا کے ارکان اسمبلی کی صدائے احتجاج بروقت بھی ہے اور صائب بھی۔ یہ مطالبہ ایک عرصے سے پوری قوم کر رہی ہے کہ طاقت کے بے رحمانہ استعمال کا سلسلہ موقوف کیا جائے اور اس کی بجائے طالبان سے مذاکرات کیے جائیں۔ نہ صرف عوامی نمائندگی کے ایوانوں سے اس کے حق میں آوازیں اٹھتی رہی ہیں‘ بلکہ حکومت کی طلب کردہ کل جماعتی کانفرنس میں بھی حکومت اور عوام کی نمائندہ تمام دینی وسیاسی جماعتیں عسکریت پسندوں سے مذاکرات پر اتفاق کر چکی ہیں۔ اس اتفاق رائے کے باوجود ایک عرصے سے مذاکرات کے معاملے کو زیرالتوا رکھا گیا اور اب بظاہر فوجی چوکی پر نماز کے دوران ہونے والے حملے کے جواب میں آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ امریکی وزیر دفاع کے دورے کے فوراً بعد ایک فوجی چوکی پر ہونے والے حملے کی ذمہ داری انصار المجاہدین گروپ نے قبول کی ہے‘ جس کا پس منظر مشکوک ہے اور اس پر الزام ہے کہ اس کے رابطے امریکی خفیہ اداروں سے ہیں۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ لوگ بلیک واٹر کے پے رول پر کام کر رہے ہوں‘ جو ملک کے بڑے شہروں لاہور‘ کراچی‘ اسلام آباد اور پشاور میں بم دھماکے اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرا رہی ہے‘ اور جس نے مبینہ طور پر اسلام آباد میں حال ہی میں عظیم مجاہد ملاّ جلال الدین حقانی کے بڑے بیٹے نصیر الدین حقانی کو قتل کیا ہے۔ ملک اور سماج دشمن عناصر کے خلاف کارروائی کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے‘ مگر اس کی آڑ میں بیرونی دباؤ اور ڈکٹیشن پر عوام کے خلاف طاقت کے استعمال کی کوئی بھی انصاف پسند سماج حمایت نہیں کر سکتا۔ جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے دعوے سے کہا کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن دہشت گردوں نہیں، عوام کے خلاف ہو رہا ہے۔ اس میں 65 افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔ ان میں ایک بھی دہشت گرد نہیں تھا۔ شمالی وزیرستان میں گھروں پر گولہ باری اور ہیلی کاپٹروں سے شیلنگ کی گئی۔ تین دنوں تک لاشوں اور زخمیوں کو نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میر علی کا پورا بازار مسمار کر دیا گیا ہے اور کئی مساجد شہید ہو چکی ہیں۔

ہمارے پالیسی ساز اداروں سے بڑھ کر اس امر سے اور کون آگاہ ہو گا کہ امریکا طالبان سے مذاکرات نہیں چاہتا کہ اس کے ذریعے قیامِ امن کی راہ ہموار ہو گی۔ امریکا کا ہدف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہے۔ اس کا منصوبہ یہ ہے کہ پاکستان کو فساد وانتشار اور خانہ جنگی کی آگ میں جھونک دے اور پھر ایٹمی ہتھیاروں کے ”غلط“ ہاتھوں میں جانے کے بہانے ان پر قبضہ کر لے۔ امن مذاکرات سے جہاں پاکستان میں اس کا خانہ جنگی

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم

31 دسمبر 2013ء تا 6 جنوری 2014ء — جلد 23
27 صفر المظفر تا 3 ربیع الاوّل 1435ھ — شمارہ 1

مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**

مدیر: **ایوب بیگ مرزا**

نائب مدیر: **محبوب الحق عاجز**

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد‘ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون:36316638-36366638 فیکس:36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700
فون:35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کا منصوبہ ناکام ہو جائے گا‘ وہاں افغانستان میں بھی اس کی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ روزِ اوّل سے امن مذاکرات کی مخالفت کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں ہونے والی کوششوں کو ڈرون حملوں کے ذریعے سبوتاژ کرتا چلا آتا ہے۔ طالبان کے خلاف آپریشن کے بارے میں یہی کہا جا رہا ہے کہ اس کا فیصلہ واشنگٹن میں ہونے والے پاک امریکا دفاعی مشاورتی اجلاس میں کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ہی مذاکرات کے حوالے سے حکومتی رویے میں تبدیلی آنی شروع ہو گئی تھی۔ امریکی وزیر دفاع چک ہیگل بھی یہ یقین دہانیاں حاصل کرنے اور نیٹو سپلائی نہ کھولنے کی صورت میں ’’امداد‘‘ کی بندش کا ڈراوا دینے آئے تھے۔ فوجی چوکی پر حملے کے فوراً بعد جس طور سے فوجی آپریشن کا آغاز کیا گیا ہے‘ اس سے بھی یہ خیال تقویت پاتا ہے کہ یہ سارا آپریشن پہلے سے طے شدہ تھا۔ اس لیے کہ جوابی کارروائی کے لیے منصوبہ بندی‘ فوجی دستوں کی نقل وحرکت کی پلاننگ، آپریشن کی جزئیات‘ نفری بڑھانے اور سردیوں میں آپریشن کے لیے گولہ بارود اور رسد کے ذخائر ایک دن میں تو تیار نہیں ہوئے ہوں گے۔ اس میں وقت لگتا ہے۔ آپریشن کے لیے بس ایک بہانے کا انتظار تھا۔ سو اس کا اہتمام امریکی وزیر دفاع کی آمد کے فوراً بعد کر دیا گیا۔

شمالی وزیرستان میں موجود حافظ گل بہادر گروپ نے 2007ء سے حکومت سے امن معاہدہ کر رکھا ہے۔ ان کے ساتھ اور بھی کئی گروپ امن معاہدہ میں شامل ہیں۔ یہ سب لوگ معاہدہ کی پابندی کر رہے ہیں۔ فوجی آپریشن کے بعد حافظ گل بہادر گروپ کی اس دھمکی کے بعد کہ اگر فوجی کارروائیاں نہ روکی گئیں تو وہ امن معاہدہ توڑ دیں گے‘ اگرچہ وقتی طور پر سکیورٹی فورسز کی جانب سے کارروائیاں روک دی گئی ہیں اور معاہدہ ٹوٹنے سے بچ گیا ہے‘ تاہم اربابِ اقتدار طاقت کے استعمال کی پالیسی میں تبدیلی کے لیے تیار نہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ جہاں بھی حکومتی رٹ کو چیلنج کیا جائے گا‘ وہاں فورسز طاقت کا اظہار کریں گی۔ عام آدمی یہ سوچنے میں حق بجانب ہے کہ طاقت کا اظہار آخر عوام کے خلاف ہی کیوں ہوتا ہے‘ ملکی سرحدوں کو پامال اور بستیوں کو برباد کرنے والے ڈرون حملوں کے خلاف کیوں نہیں ہوتا؟ اس وقت یہ طاقت کہاں چلی جاتی ہے؟ بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ حکومت مذاکرات، مذاکرات کی رٹ کے باوجود اپنے پیش رو حکمرانوں کی تھری ڈی پالیسی کا تسلسل چاہتی ہے‘ اور طاقت کا استعمال اور مذاکرات کو ایک ساتھ بروئے کار لانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہے تو یہ نہایت احمقانہ سوچ ہے۔ اس اندازِ نظر سے نہ تو پہلے مسائل حل ہوئے ہیں نہ آئندہ حل ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ طالبان جو پہلے ہی حکومتی رویے کے سبب حکمرانوں پر اعتبار کرنے کے معاملے میں بہت محتاط ہیں‘ اِس سے اور زیادہ بے یقینی کا شکار ہو جائیں گے‘ اور پلان بی کے تحت امن پسند گروپوں سے مذاکرات کی کامیابی کا امکان بھی کم ہو جائے گا۔

حکومت کو یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اگر شمالی وزیرستان میں آپریشن کا سلسلہ دراز ہوتا ہے تو اس سے بہت بڑا انسانی المیہ جنم لے گا۔ اس آپریشن سے کم از کم پانچ لاکھ لوگ متاثر ہوں گے‘ شمالی وزیرستان کے دو بڑے علاقوں میران شاہ اور میر علی سے لوگوں کو انخلاء اور خیبر کے جنوبی اضلاع بنوں‘ لکی مروت‘ ڈیرہ اسماعیل خان‘ اور ٹانک کی طرف نقل مکانی کرنی پڑے گی‘ اور وہی صورتحال پیدا ہو جائے گی جو جنوبی وزیرستان اور سوات آپریشن کے بعد پیدا ہو گئی تھی۔ جنوبی وزیرستان میں آپریشن کے بعد اڑھائی لاکھ افراد بے گھر ہو گئے تھے۔ اب اس کے دوگنا افراد کو بے خانماں اور دربدر ہونا پڑے گا۔ دوسری جانب اس سے ملک میں بدامنی اور دہشت گردی کی آگ کو اور بڑھاوا ملے گا اور وہ پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اخباری ذرائع کے مطابق طالبان نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اس آپریشن کے نتائج انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں‘ کیونکہ ہم اس آپریشن کو آخری آپریشن سمجھ سمجھتے ہیں۔ طالبان کمانڈروں کو یہ ہدایات بھی دے دی گئی ہیں کہ وہ ایک جگہ جمع ہونے کی بجائے سات قبائلی ایجنسیوں میں پھیل جائیں اور طالبان جنگجوؤں کو بھی لاہور‘ کراچی سمیت دیگر بڑے شہروں میں پھیلانے کی ہدایت جاری کر دی گئی ہے۔ اس صورتحال کے جو خوفناک نتائج نکلیں گے، اُن کا ادراک کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

مقتدر قوتوں کو چاہیے کہ اپنے ماضی اور تاریخ سے سبق سیکھیں۔ دو ہفتے قبل 16 دسمبر نے ہوسِ اقتدار‘ عاقبت نااندیشانہ پالیسیوں‘ طاقت کے بے رحمانہ استعمال اور خارجی سازشوں کے نتیجے میں ہمارے پاکستان کے دولخت ہو جانے کے زخم تازہ کیے ہیں۔ ابھی ہمارے یہ زخم بھرے نہیں اور ہم نئے زخموں کا سامان کرنے لگے ہیں۔ لگتا ہے کہ ہماری سیاسی جماعتوں اور خود فوج نے سانحہ مشرقی پاکستان سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ خصوصاً یہ کہ عوامی امنگوں کو ہتھیاروں کے زور پر کچلا نہیں جا سکتا۔ دوسروں کی جنگ کو اپنی جنگ بنانے کے چاہے جتنے جتن کر لیے جائیں‘ عوام اسے قبول نہیں کرتے۔ اب بھی وقت ہے کہ طاقت کے اندھا دھند استعمال کی پالیسی نیک نیتی سے تبدیل کی جائے اور مذاکرات اور صرف مذاکرات کے ذریعے مسائل کا حل کا تلاش کیا جائے۔ حکومت عوام کے سروں کی فصل کاٹنے کی بجائے ڈرون یلغاریں روکے اور اپنے اردگرد اٹھنے والی آندھیوں کی خبر لے‘ ان طوفانوں کا رخ موڑنے کی کوشش کرے جو سفینۂ ملت کو غرق کرنے کے درپے ہیں۔ اپنے محبّ وطن عوام کے خلاف طاقت کا استعمال نفرت و انتقام کی آگ کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ جس کے نتیجے میں اگر پرامن صلح جُو شہری وفاق کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اس آگ کو روکنا شاید کسی کے بس میں نہ ہو۔ پھر ’’ملاؤں‘‘ کی سرزمین میں ہمیں شاید کوئی ایک بھی ملا عبدالقادر نہ مل سکے۔ خدارا‘ ڈالروں کا کاروبار بند کیجیے‘ امریکی جنگ سے نکلیے جس کا اصل ہدف اسلام اور مسلمان ہیں۔ امریکی دباؤ کو مسترد کر کے نیک نیتی‘ سنجیدگی اور طاقت وحوصلہ کے ساتھ مذاکرات کو آگے بڑھائیے۔ بات وہی ہے جو فاٹا کے ارکانِ اسمبلی نے کہی ہے کہ اگر تمام سیاست دان اپنی نیت صاف کر لیں تو طالبان کے ساتھ مذاکرات کامیاب ہو سکتے ہیں۔

بے کسی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے دلی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں!

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

منبر و محراب

سنت: وحدتِ امت کا ذریعہ اور

مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے فضائل و اوصاف

سورۃ الحشر کی آیات 8، 9 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 20 دسمبر 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! سورۃ الحشر کے پہلے رکوع کی آخری آیات ہمارے زیر مطالعہ ہیں۔ پچھلے جمعہ ہم نے اس کی آیت 7 کی روشنی میں اطاعت رسول ﷺ پر گفتگو کی تھی۔ آج اسی کی مزید تشریح و توضیح کرتے ہوئے بات کو آگے بڑھانا ہے ان شاء اللہ۔ آیت 7 کے دوسرے حصے میں فرمایا گیا کہ رسول ﷺ جو کچھ تمہیں عطا کریں، وہ لے لو اور جس سے چیز سے منع کر دیں اس سے باز آجاؤ۔ سیاق کلام کے اعتبار سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے رسول مالِ فے کی تقسیم میں جو کچھ تمہیں عطا کر رہے ہیں، اس کو خوشدلی کے ساتھ قبول کرلو۔ رسول کی تقسیم پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ وہ سب کے خیر خواہ ہیں۔ وہ جو کچھ عطا کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بات صرف مال کی تقسیم ہی کی نہیں ہو رہی، بلکہ احکام دین کی تشریح کے حوالے سے رسول ﷺ کے مقام و منصب کی ہو رہی ہے۔ رسول کی حیثیت (معاذ اللہ) ڈاک کے ہرکارے کی نہیں، جیسا کہ آج بعض لوگ کہہ رہے ہیں۔ اُن کا کام محض قرآن پہنچا دینا نہیں بلکہ اُس کی تشریح و تفسیر کرنا بھی ہے۔ اور آپؐ کی تشریح (سنت) حجت ہے۔ یہ مسلمان کے اسلام اور ایمان کا تقاضا ہے کہ نہ صرف آپؐ کو مطاع مانیں بلکہ اپنے دل میں آپ ﷺ کے فیصلے پر ذرا تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ اگر کوئی شخص اُس پر دل میں تنگی محسوس کرتا ہے تو اُس کی یہ روش ایمان کے یکسر منافی ہے۔ سورۃ النساء میں فرمایا: ’’اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اُس کے رسولؐ کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔‘‘ (الاحزاب:36) رسول کا مقام یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی دیں اُسے سنبھالو اور جس سے منع کریں، اُس سے باز آجاؤ۔ رسول کے امر و نہی کی تعمیل کرو۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اِسی کا نام دین ہے۔

اگرچہ قرآن مجید کامل ہدایت نامہ ہے، اِس میں ہمیں ہر چیز کے حوالے سے راہنمائی دی گئی ہے، لیکن کئی جگہوں پر یہ رہنمائی اصولوں کی صورت میں دی گئی، جن کی تفصیل و توضیح حضور ﷺ کے ذمے لگائی گئی ہے۔ لہٰذا قرآنی ہدایت سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ آپؐ

ترتیب و تلخیص: ابواکرام

کی سنت و سیرت کو حجت مانا جائے۔ سنت رسولؐ بھی حقیقت میں اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اِس لیے کہ قرآن کہتا ہے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○﴾ (النجم) قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے عطا فرمایا اور آپ ﷺ کی سنت، آپؐ کے اقوال و اعمال کی صورت میں قرآن کی تشریح بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ آپ ﷺ مطاع ہیں۔ آپؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ سچے اہل ایمان رسولؐ کی اطاعت کو لازم جانتے اور مانتے تھے۔ وہ رسول سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ کا ہے بلکہ وہ ہر وقت آپؐ کے اشارہ پر گردن کٹانے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اس کے برعکس منافقین کے حوالے سے قرآن نے بار بار یہ کہا ہے کہ اُن پر رسول ﷺ کی اطاعت بہت گراں گزرتی ہے۔

آج جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف قرآن ہی کافی ہے، ہمیں اس کی تشریح و تفسیر کے لئے سنت اور حدیث کی ضرورت نہیں ہے، حقیقت میں وہ قرآن مجید ہی کو نہیں مان رہے۔ اِس لئے کہ اگر وہ قرآن کو مانتے تو آپؐ کے اُس مقام کو تسلیم کرتے جو قرآن نے حضور ﷺ کو دیا ہے اور آپؐ کی اطاعت کو لازم مانتے۔ قرآن پر ایمان کے دعویداران لوگوں پر جو آپؐ کی سنت کی آئینی حیثیت کے قائل نہیں، اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے کہ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجے فقیہان حرم بے توفیق !

حدیث و سنت رسول ﷺ کے بغیر تو دین کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ اور تو اور سنت کے بغیر نماز جیسے بنیادی رکن اسلام کا نقشہ بھی ہمارے سامنے نہیں آسکتا۔ قرآن حکیم میں بار بار آتا ہے کہ نماز قائم کرو۔ لیکن ہم نماز کیسے پڑھیں، اس بارے میں تفصیلات قرآن نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں حضور ﷺ نے سکھایا ہے۔ اور آپؐ کی بتائی ہوئی ہیئت نماز روزِ اول سے چلی آتی ہے، اور اب تک قائم ہے۔ یہ ساری تفصیلات آپ کو قرآن میں نہیں ملیں گی۔ نمازیں کن اوقات میں پڑھنی ہیں اس کا ذکر بھی قرآن میں محض اشاروں کنایوں میں ہے، صراحتاً

نہیں ہے۔ پھر نماز میں قیام، رکوع اور سجود ہیں، لیکن ان کی ترتیب کیا ہوگی ، اِس کا بھی قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔ اسی طرح نماز کی رکعات کی تعداد قرآن میں نہیں آئی۔ نماز کی رکعات، فرائض وسنن کا یہ پورا نظام ہمیں سنت نبویؐ سے ملا ہے۔ اگر سنت کو حجت تسلیم نہ کیا جائے تو نماز ہی کے نظام پر امت کا اتفاق نہیں ہوسکتا۔ منکرین سنت آج اِسی صورتحال سے دوچار ہیں۔ انکارِ سنت کی وجہ سے وہ نماز کے کسی ایک مفہوم پر متفق نہیں ہو سکے۔ کسی کے نزدیک نماز کی شکل وہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے نماز سے مراد یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ قائم کرو۔ انہی میں سے کچھ وہ ہیں جو سات نمازوں کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نمازیں تین ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو سنت کی آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن وسنت ایک پیکج ہے، وہ سب کے سب نماز کی ہیئت پر متفق ہیں۔ اِسی طرح سب کا اتفاق ہے کہ فرض نمازیں پانچ ہیں۔ پھر یہ نمازوں کے فرائض پر متفق ہیں۔ نماز میں قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ کی ترتیب میں اُن میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ والد محترمؒ فرمایا کرتے تھے کہ امت مسلمہ روزِ اول سے سنت اور حدیث نبویؐ کی وجہ سے مجتمع ہے۔ اگر سنت نہ ہوتی تو نماز جیسی بنیادی شے پر بھی اتفاق نہیں ہوسکتا تھا۔ سنت ہی کی وجہ سے آج پوری امت ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتی ہے۔ بیت اللہ میں ایک امام ہوتا ہے اور دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے مختلف مسالک کے مسلمان اس کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں اور فقہی اختلافات کی بنا پر نماز کی ہیئت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ کسی کے رفع یدین کرنے یا نہ کرنے کے باوجود نماز کی ہیئت برقرار رہتی ہے۔ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی اور اہل حدیث سب لوگوں کا ایک امام کے پیچھے ایک ہی ہیئت نماز پر یہ اتفاق سنت کی وجہ سے ہے۔ قرآن کے ساتھ سنت اور حدیث کو جوڑنے اور اس کو دل وجان سے تسلیم کرنے کی بنا پر امت میں وحدت قائم ہے اور جزوی فقہی اختلافات اِس وحدت کی راہ میں آڑے نہیں آتے ۔ ہمارے ہاں جزوی فقہی اختلافات کو اگر کہیں پہاڑ بنا لیا جاتا ہے تو اس کی وجہ لاعلمی ہے۔ ورنہ ائمہ کرام نے خود بھی ان اختلافات کو کفر واسلام کا مسئلہ نہیں بنایا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے قرآن حکیم اور احادیث کو سامنے رکھ کر ایک رائے قائم کی ہے، اور اپنے طور سے بہتر سے بہتر رائے بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ یہ حرفِ آخر ہے اور دوسروں کی رائے غلط ہے، نہیں، بلکہ اس کا بھی امکان موجود ہے کہ دوسروں کی رائے صحیح ہو اور میری غلط ہو۔ بہرکیف قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سنت رسولؐ بھی حجت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم پر میری سنت کی پیروی اور میرے خلفائے راشدین المہدیین کی سنت کی پیروی لازم ہے۔ قرآن حکیم سنت نبویہؐ دونوں ایک پیکج ہے۔ سنت قرآن مجید کی مستند ترین تفسیر ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ ﴾

”اور ان مفلسان تارک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جدا) کردیئے گئے ہیں“

اموال فے کا عام مصرف بتانے کے بعد یہاں اس کے ایک خاص مصرف کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی حصہ ہے، جو فقرائے مہاجرین ہیں، جو باہر سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہیں۔ یہ لوگ جو مکہ اور دوسرے علاقوں سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے سب مسلمانوں کی یکساں توجہ کے مستحق ہیں۔ اُن کو ازسرِنو بسانے اور اُن کی معاشی زندگی کو پھر سے رواں دواں کرنے کی ذمہ داری اس چھوٹے سے اسلامی معاشرہ ہی پر عائدہ ہوتی ہے جو ابھی نیا نیا مدینہ کی سرزمین میں اُبھر رہا ہے۔ یہ لوگ زیادہ ضرورت مند ہیں۔ یہ اپنے مال واسباب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آئے ہیں۔ ان کا حق بہت زیادہ ہے۔ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ لہٰذا ان کو مال فے میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیا جائے۔

﴿ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا وَّيَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ (۸) ﴾

”(اور) یہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار اور اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں۔“

مہاجرین کی تعریف میں فرمایا کہ انہوں نے کسی دنیاوی غرض کے لیے، کسی مالی منفعت یا تجارت کے لئے ہجرت نہیں کی، بلکہ اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے حصول اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نصرت کے

پریس ریلیز 27 دسمبر 2013ء — **حافظ عاکف سعید**

شمالی وزیرستان پر حملہ حکومت اور ریاست پاکستان دونوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا

مذاکرات کی رٹ لگانا، اور عملی طور پر فوجی آپریشن کی تیاری کرنا دوغلی پالیسی ہے

وزیراعظم تذبذب کی کیفیت سے باہر آئیں اور صدق دل سے تحریک طالبان سے مذاکرات کریں

تحریک انصاف، جماعت اسلامی اور جے یو آئی نظریاتی کا چمن کے راستے نیٹو سپلائی کی بندش کا فیصلہ قابل تحسین ہے

شمالی وزیرستان پر حملہ حکومت اور ریاست پاکستان دونوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ شمالی وزیرستان میں فوج کی نقل وحرکت، آبادی کا انخلاء اور کرفیو کا نفاذ ظاہر کرتا ہے کہ موجودہ حکومت امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے شمالی وزیرستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شمالی وزیرستان میں مولوی گل بہادر کے ساتھ کیا گیا امن معاہدہ اگر توڑا گیا تو یہ آگ میں کودنے کے مترادف ہوگا، جس سے پورا پاکستان جھلس سکتا ہے۔ انہوں نے تحریک انصاف، جماعت اسلامی اور جے یو آئی (نظریاتی گروپ) کے اس فیصلے کی تحسین کی کہ جنوری تک مرکزی حکومت نے چمن کی طرف سے نیٹو سپلائی بند نہ کی تو ہم دھرنا دے کر نیٹو سپلائی کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیں گے۔ امیر تنظیم اسلامی نے وزیر اعظم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ تذبذب کی کیفیت سے باہر آئیں اور صدق دل سے تحریک طالبان سے مذاکرات کریں۔ انہوں نے کہا کہ مذاکرات کی رٹ لگانا، اور عملی طور پر فوجی آپریشن کی تیاری کرنا دوغلی پالیسی ہے۔ اِسی منافقت نے آج پاکستان کو اس حال تک پہنچایا ہے کہ اہل پاکستان کو دنیا بھر میں ذلت وخواری کا سامنا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

مقصد سے ہجرت کی اور اپنی املاک سے محرومی اور اپنے گھروں سے مجبوری برداشت کی۔ انہوں نے گھر بار چھوڑتے ہوئے اس بات کی چند پروا نہیں کی کہ کیا کھائیں گے، کہاں سر چھپائیں گے۔ محض اللہ کے سہارے مدینہ چلے آئے۔ اُن کے پیش نظر صرف اللہ کی رضا اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت تھی۔ یہ اس لئے مدینہ چلے آئے، تاکہ وہاں پر اسلام کی قوت مجتمع ہو، پھر غلبۂ دین کی انقلابی جدوجہد میں اگلے مرحلے کا آغاز ہو اور بالآخر بیت اللہ کو مشرکوں کے تسلط سے نجات دلائی جا سکے۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مدد سے مراد اللہ کے دین کے غلبے اور، شریعت محمدی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے نفاذ کے لئے اپنے اوقات، اپنے اموال اور اپنے جسم و جان کی صلاحیتیں لگانا ہے۔ یہ مہاجرین یہی کام کر رہے ہیں۔ پس یہ سب کے سب اللہ اور رسول ﷺ کے مددگار ہیں۔ اللہ کی قدر دانی دیکھئے کہ ہمارے پاس جسم و جان کی صلاحیتیں، مہلت عمل اور مال و اسباب سب اُسی کا عطا کردہ ہے، مگر جب ہم ان چیزوں کو اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ میری مدد ہے۔ سورۃ الحدید میں فرمایا: ''ہم نے لوہا پیدا کیا، اس میں (اسلحۂ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں اور اس لیے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اُس کے پیغمبر کی مدد کرتے ہیں اللہ اُن کو معلوم کرلے۔'' (آیت 25) اللہ ہم پر اتنا مہربان ہے کہ جب اُسی کے عطا کردہ مال کو ہم اُس کی راہ میں لگاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ میرے ذمے قرض ہے۔ سورۃ الحدید ہی میں فرمایا کہ ''کون ہے جو اللہ کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اُس کو اُس سے دوگنا کردے۔''

آیت کے آخر میں فرمایا کہ یہی لوگ سچے ایماندار ہیں۔ یہی ایمان کے معیار مطلوب پر پورا اُترنے والے ہیں۔ ان لوگوں نے دین کی راہ میں جان و مال کی قربانی دی، ہجرت کی اور اللہ و رسول ﷺ کی نصرت کی۔ ان کا دعویٰ ایمان معتبر ہے۔ مسلمانوں کو اسی معیار کو سامنے رکھنا چاہیے۔

آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط قف﴾

''اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا ہے اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔''

اب انصار کا ذکر ہو رہا ہے کہ مال میں اُن کا بھی حصہ ہے۔ انصار وہ لوگ ہیں جو اپنے پاس آنے والے مہاجرین سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ اُن کے دل اس بات سے تنگ نہیں ہوتے کہ مہاجرین کو مال فے میں سے بہت سا مال دیا جا رہا ہے، بلکہ وہ نہایت سیر چشمی سے اپنی ضروریات پر اُن کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے مہاجرین و انصار میں مواخات قائم فرمائی تو انصار نے ایثار و قربانی کی حد کردی۔ انہوں نے مہاجرین میں اپنے گھر بار تک تقسیم کر دیئے۔ دنیوی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مہاجرین انصار پر بوجھ بنے ہوئے تھے، مگر حضور ﷺ کی قائم کردہ مواخات کے سبب اور ایمانی کے رشتے کے ناتے انہوں نے مہاجرین کو بوجھ نہیں سمجھا، بلکہ پوری دلی آمادگی سے اُن کی مدد کی۔ فرمایا، وہ ان سے بھائیوں جیسی محبت رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ مہاجرین کو جو عطا کرتے ہیں اُس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے، کہ یہ مال تو ہمیں کو ملنا چاہیے مگر ان کو دیا جا رہا ہے یا ہمیں کم دیا جا رہا ہے۔ یہ اتنے کشادہ دل ہیں کہ مہاجرین کو خود پر ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ یہ خود تنگدستی کی حالت میں ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مہاجرین کو زیادہ ملے، چاہے ہم محروم رہ جائیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

آگے انصار و مہاجرین کے لئے فلاح کی بشارت بھی ہے اور نفس انسانی کی اک بہت خطرناک بیماری سے آگاہی بھی۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۹)﴾

''اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔''

انسان کے لیے ایک نہایت خطرناک بیماری جی کا لالچ ہے اور بشارت یہ کہ جو نفس کے طمع سے بچالیا گیا وہ فلاح پا گیا۔ انصار و مہاجرین اس صفت سے متصف تھے۔ اسی لیے انہوں نے ہر طرح کی مالی قربانیاں دیں۔ اگر اُن کے اندر طمع و لالچ ہوتی تو مہاجرین کے ہجرت کرنے میں اور انصار کی جانب سے مہاجرین کی نصرت کرنے میں وہ آڑ بن سکتی تھی، مگر ایسا نہیں ہوا۔ پس ایسے ہی لوگ کامیاب و کامران ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جی کے لالچ سے بچائے اور نبی کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ ؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

تبدیلی تاریخ

رفقاء متوجہ ہوں

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

4 تا 10 رجنوری 2014ء کو ہونے والا

ملتزم تربیتی کورس

اب اس کی بجائے ان شاء اللہ

11 تا 17 راکتوبر 2014ء

کو ہوگا۔

برائے رابطہ: 021-34816580-81، 0345-2789591

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042) 36316638 36366638

نشۂ غفلت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دسمبر سانحۂ مشرقی پاکستان کی یاد دہانی کا مہینہ ہے۔ اس مرتبہ عبدالقادر ملاّ کی شہادت نے ہماری تاریخ فراموشی پر تازیانے برسائے ہیں۔ یہ شہادت جاری عالمی دجالی جنگ کی ایک کڑی ہے۔ بنگلہ دیشی حکومت، جنوب مشرقی ایشیا میں مقرر کردہ امریکی تھانیدار بھارت کی فرنٹ لائن اتحادی ہے (پناہ جو برمی مسلمانوں پر سمندر میں فائرنگ، پناہ دینے سے انکار) پالیسی لائن امریکہ 2003ء میں واضح کر چکا ہے کہ ’امریکہ کا سب سے بڑا نظریاتی دشمن، سیاسی عزائم کا حامل شدت پسند اسلام ہے، جس کے لیے واشنگٹن اور اس کے اتحادی خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، حسن البناءؒ سید قطبؒ اور دیو بندی فکر کو انگلی رکھ کر وہ اپنا نظریاتی دشمن قرار دے چکے ہیں۔ القاعدہ، طالبان اور اخوان و جماعت اسلامی درجہ بدرجہ عالمی جنگ کا ہدف ہیں۔ عبدالقادر ملاّ کی شہادت اور تدفین حسن البناء کی سی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ حسن البناء کی تدفین پہرے میں ہوئی۔ 90 سالہ باپ، 18 سالہ بیٹی، اور بہن نے جنازہ اٹھایا اور پڑھا! بیٹی نے کہا۔۔۔’زمین والوں کو روک دیا تھا۔ آسمان والے شریک جنازہ ہوئے‘۔ یہاں گھر والے جنازے اور تدفین میں شرکت سے محروم رکھے گئے۔ سکیورٹی اہلکاروں نے خاموشی سے دفن کر دیا۔ کفر اور اس کے آلہ کار مردہ مسلمان سے بھی دہشت زدہ رہتے ہیں۔ ’دہشت گرد‘ جو ٹھہرے! تاہم 1971ء تا عبدالقادر ملاّ۔ المیہ یہ ہے کہ ہم نے تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ گولیوں سے محبت بونے کا شوق آج بھی اتنا ہی جوان ہے۔ پہلے ہم نے مشرقی پاکستان کو بڑی محنت سے، نفرت سے دھتکار کر، حقوق سے محروم رکھ کر، نخوت اور کبر کے ساتھ کیڑے مکوڑے جان کر روندا تھا۔ ایوب خان، یحییٰ خان کی زبان اور دل میں ’کالے بنگالیوں‘ کے لیے جو پیرایۂ بیان تھا، آج وہی نخوت سادہ دل قبائل کے لیے ہے۔ وہ ’کالے‘ تھے، یہ ’مولوی‘ ہیں۔ وزارت دفاع نے کہا کہ وہ ڈرون حملوں میں مرنے والوں کی تعداد سے لاعلم ہے! کبھی کسی نے ٹڈیاں، بھنگے مار کر بھی گنتی کی ہے۔۔۔؟ اگر یہ مارے جانے والے پاکستانی تھے تو آپ کے اعداد وشمار خاموش کیوں ہیں؟ (شاید اس لیے کہ یہ ہماری وزارت دفاع امریکہ ہے)۔ مشرقی پاکستان میں تکبر کا کڑوا کسیلا پھل 90 ہزار قیدی، زخمی وجود، شرمناک، المناک شکست، کٹا بازو بن کر ہماری جھولی میں آن پڑا تھا۔ لیکن ہم ٹس سے مس نہ ہوئے۔ عین انہیں راستوں پر چلتے ہوئے، جہاں سے گولی آئی وہاں پوری بستی توپخانے کے گولوں کے دہانے پر رکھ دی گئی۔ وہاں بنگالی، حتیٰ کہ خود مجیب الرحمٰن بھی اصلاً پاکستان سے محبت رکھتا تھا۔ ہم نے مکھی کو توپ سے مارا۔ آپریشن سے حل چاہا۔ یہی پاکستان توڑنے کا سبب بنا۔ آج خیبر میں بوری بند لاشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ (جبری لاپتہ افراد کیس میں پشاور ہائی کورٹ کی برہمی) شمالی وزیرستان میں امریکی ہدایات اور فرمائشوں کے عین مطابق آپریشن جاری ہے۔ آپریشن کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ یہاں میڈیا پر 33 دہشت گرد مارنے کی خبر گرم کر دی گئی۔ مقامی طور پر عینی شاہد معززین نے بتایا کہ بازار میں گولے داغے گئے، غیر معینہ کرفیو، نہ زخمی ہسپتال جا سکیں نہ لاشوں کی تدفین ممکن ہو، 60 سے زائد شہادتیں، گن شپ ہیلی کاپٹر بھی استعمال ہوئے۔ ہوٹل میں 25 عام شہری شہید ہوئے (یہاں غیر ملکیوں کی ہلاکت ظاہر کی گئی)۔ ایک گھر پر گولا گرنے سے عورت اور تین بچے نشانہ بنے۔ مسلسل چلتے آپریشن بازاروں، ہسپتالوں، میڈیکل سٹورز کو بار بار تباہ کر چکے۔ سامنے بورڈ مذاکرات کا لگا کر اس کے پیچھے چاند ماری چلتی رہتی ہے۔ عوام پہلے بھی سوئے رہے اور اچانک سقوط ڈھاکہ پر بہت سے حساس دل دھڑکنا بھول گئے۔ زمین اوڑھ کر سو رہے۔ اس دور میں ناچ ترنگ میلہ موسیقی، ثقافتی غلغلوں کی مے اتنی عام نہ تھی کہ ہر غم سے بے غم کر دیتی۔ آج کفر نے خونچکاں کرنے سے پہلے مدہوشی کے ٹیکوں کا وافر انتظام کر رکھا ہے۔ اس کے لیے ڈالر نچھاور ہوتے ہیں۔ مقروض بھوکی ننگی قوم، تعلیم تربیت سے عاری اب چھانگا مانگا میں مانگے تانگے کی بسنت ہفتہ بھر یوتھ فیسٹیول پانی کی طرح پیسہ بہا کر منائے گی! یہ ترقی ہے! ان گھمبیر حالات میں قوم کی رہبری کا شوق لیے بلاول بختاور ’سندھی‘ ثقافت کے انگریزی میں میزبان بنے سٹیج شو سجائے ہوئے ہیں۔ کہاں انگریز کے مقابل کھڑے ہونے والے بہادر یار جنگ، محمد علی جناح، علامہ محمد اقبال، محمد علی جوہر، شوکت علی، جیسے مدبر صاحب علم، صاحب کردار۔ قبل ازیں لازوال قربانیاں دینے والے، کالے پانی (اس دور کا گوانتانامو) کاٹنے والے علمائے کرام قطار اندر قطار۔۔۔ اور کہاں قحط الرجال کا یہ عالم! اُدھر بلاول ادھر جان (John؟) اچکزئی۔

بھارت کے ریاستی انتخابات میں ہندو انتہا پسند، مسلم کش جماعت بی جے پی کی بھرپور اکثریت میں جیت، امن کی آشا، دوستی، مذاکرات والوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ مغربی سرحد پر نمٹنے کا امریکی شوق ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ مشرقی سرحد پر خطرات اپنے پھن پھیلا رہے ہیں۔ بدترین دشمنوں سے مذاکرات کی بھیک مانگنے والے اپنوں کے خون کے پیاسے ہیں! سیکولر طبقہ جس طرح تڑپ تڑپ کر اُدھر آپریشن کی آشا سے مغلوب ہوا رہتا ہے۔۔۔ یہ سارے آکسفورڈ کے آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک گورا افریقہ کے آدم خور قبیلے میں جا پھنسا۔ اسے ایک آدم خور نے پکڑ لیا کہ میں تمہیں کھاؤں گا۔ گورے نے پوچھا ’تمہیں میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے‘۔ جواب آیا۔۔۔ ہاں میں آکسفورڈ میں تمہارا کلاس فیلو تھا۔۔۔ ’لیکن پھر تم مجھے کیسے کھاؤ گے؟‘ آدم خور بولا۔ ’نیپکن لگا کر، چھری کانٹے سے‘! سو یہ بڑے خوش پوش، خوش گفتار، خوش اطوار جو ایمان سونگھتے، ڈاڑھی دیکھتے ہی آدم بو، آدم بو (دہشت گرد) کا واویلا کھڑا کر دیتے ہیں۔ عبدالقادر ملا کی شہادت پر بغلیں بجاتے اور وزیرستان پر دندان آز تیز کیے بیٹھے ہیں۔ ان کی ڈگریوں، دانشوریوں پر نہ جایئے۔ یہ قبیلہ نیپکن پوش، کانٹے چھری سے کھانے والوں کا ہی ہے۔ اُدھر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قتل میں امریکی گولیوں کا استعمال اندر کی کہانی سنا رہا ہے۔ پشاور میں امریکی قونصلیٹ کی گاڑی سے دھماکہ خیز مواد کی برآمدگی، عوامی مقامات پر اُن دھماکوں کی کہانی سے پردہ اٹھاتی ہے جسے طالبان نے ہمیشہ دشمن کی کارروائی قرار دے کر اظہار برأت کیا ہے۔ تاہم جلد ہی بارود والی کہانی کو میڈیا پر دھو

دھلا دیا جاتا ہے کہ وہ توریت تھی! عراق کے تمام حربے پاکستان میں کھلی چھٹی برانڈ امریکی گاڑیاں، مقامی ڈالر خور ایجنٹ خوب کھل کر کھیل رہے ہیں۔ عوام کے لیے طالبان کا پہاڑا پڑھا جاتا ہے۔

اُدھر امریکی فکری، ثقافتی ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان دسمبر شروع ہوتے ہی کرسمس کے بخار میں مبتلا کر دیا جانے لگا ہے۔ تا آنکہ مسلم لیگی وزیر پرویز رشید یوں مغلوب کرسمس ہوئے کہ فرمایا: 'ہمیں صرف پاکستانی بن کر رہنا ہوگا، چاہیے کہ سب مل کر عید، کرسمس اور دیوالی منائیں'! کیا متحدہ ہندوستان میں کرسمس دیوالی منانے کی اجازت نہ تھی جو آپ کے بڑوں نے ان تہواروں کی خاطر آگ اور خون کے دریا عبور کر کے یہ ملک بنایا۔۔۔؟ کیا آپ خدا کے ہاں (نعوذ باللہ) بیٹا پیدا ہونے کا کیک کاٹیں گے؟ مبارکباد دیں گے؟ (سبحان اللہ عما یشرکون) کیا آپ ہمارا دین بیچنے کے لیے کرسی وزارت پر متمکن ہوئے؟ یہ جو نیا اسلام گھڑنے کا ہیضہ دین ناشناسوں کے ہاں وبا بن کر پھوٹا ہے اسے کنٹرول کر لیجیے۔ سورۃ مریم (88-93) سورۃ الکہف (4-6) میں مذکور اللہ کے غضب کا یارا کس میں ہے۔ پاکستان کی سرزمین اور کون سے آسمان کے پھٹ پڑنے، زمین شق ہو جانے اور پہاڑوں کے گر پڑنے کی متحمل ہو سکتی ہے؟ رواداری، امن، بھائی چارہ ہمیں نہیں کفر کو پڑھائیے، برما، شام، افغانستان، گوانتاناموبے، کشمیر، غزہ میں۔ ہمیں اپنے غلامی کے بھیگے لہجوں میں (امریکی نما) پاکستانی بن کر رہنے کے بھاشن نہ دیجیے۔ ہماری، پاکستان کی اول آخر شناخت اسلام ہے۔ اسی پر جییں گے۔ اللہ خالص، مکمل، اصل قرآن و سنت والے اسلام پر حیات و ممات عطا فرمائے۔ (آمین) سورۃ فاتحہ، سورۃ الکافرون کے ہوتے ہوئے یہ یک جہتی کس مسلمان کو زیبا ہے؟ سنیے فرمان الٰہی: 'میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو۔ حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے، اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں۔۔۔ ان کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں اور ہاتھ اور زبان سے تمہیں آزار دیں۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔۔۔' (الممتحنہ)

نشۂ غفلت کا ہے اتنا کہ نہیں سوجھتا کچھ
آئے کس جائے سے ہم، اور کہاں بیٹھے ہیں!

☆☆☆

سیرتِ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ

سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

جو قبل ازیں قسط وار ہفت روزہ ندائے خلافت کے صفحات کی زینت بن چکا ہے

اب کتابی صورت میں چھپ کر آگیا ہے

عمدہ طباعت ✿ دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240 ✿ قیمت: 180 روپے

خود مطالعہ کیجیے
دوستوں کو تحفتاً پیش کیجیے

ملنے کا پتہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-(042)35869501
فیکس: (042)35834000 ای میل maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ڈیفنس کراچی کے رفیق جناب ہمایوں شمیم کے ماموں انتقال کر گئے۔

☆ تنظیم اسلامی کورنگی غربی کراچی کے رفیق خرم جاوید کے والد وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی بیروٹ کے رفیق محمد الطاف کی والدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

☆ ادارہ قرآن اکیڈمی لاہور کے سینئر کارکن رفیق تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن عبدالمتین مجاہد کی والدہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

قارئین ندائے خلافت اور رفقائے تنظیم سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِی رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ دو جڑواں بیٹوں عمر 26 سال، قد 5 فٹ 3 انچ اور 5 فٹ 4 انچ شرعی پردے کی پابند، تعلیم ایم فل (اسلامیات) کے لیے دینی مزاج کے حامل، غیر شرعی رسومات نکاح سے مجتنب، برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں

برائے رابطہ: 0305-2753850

عمرہ کی سعادت حاصل کریں

سستا ترین پیکج۔ ڈائریکٹ فلائٹ

اکانومی پیکج 76,000

تھری سٹار 90,000

رابطہ: حافظ محمد طاہر: 0303-9624622

ملّا عبدالقادر کی پھانسی... حقائق کیا ہیں؟

''خلافت فورم'' میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی:

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ
(ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی)

ایوب بیگ مرزا
(ناظم نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

مرتب: فرقان دانش

سوال: بھٹو اور مجیب الرحمٰن کے درمیان یہ معاہدہ طے پا گیا تھا کہ جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا، اب کوئی بھی ملک اپنے شہریوں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔ پھر حسینہ واجد کی حکومت نے عبدالقادر ملاّ پر مقدمہ چلا کر انھیں پھانسی کی سزا کیوں دی؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: اس واقعہ کی حسینہ واجد تو مجرم ہے ہی، لیکن اس کے مجرم ہمارے اپنے حکمران بھی ہیں کیونکہ اس معاہدے کی محافظ تو ہماری وزارت خارجہ ہے۔ یہ معاہدہ دو حکومتوں کے درمیان تھا، صرف بھٹو اور مجیب الرحمان کے درمیان نہیں تھا۔ 2002ء سے یہ کیس شروع ہیں۔ اسی وقت پاکستانی حکومت کو یہ سٹینڈ لینا چاہیے تھا کہ جب یہ طے ہو چکا ہے تو اس طرح کے کیسز شروع نہ کیے جائیں۔ معاہدہ کے وقت اگر خطرات تھے تو صرف پاکستان کو ہی نہیں تھے بلکہ یہ خطرات مجیب الرحمٰن کو بھی تھے کہ پاکستان میں اس پر مقدمہ قائم ہو گا۔ لہٰذا یہ ان کی طرف سے بھی اس بارے میں پیش رفت تھی کہ یہ معاہدہ کر لیا جائے۔ اسی معاہدے کی بنیاد پر مجیب نے عام معافی کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ لوگ جیلوں سے رہا ہوئے۔ پروفیسر غلام اعظم کی شہریت بحال ہوئی۔ اسی کے تحت جماعت اسلامی بنگلا دیش نے بنگلا دیش کے آئین کو تسلیم کیا اور انتخابات میں بھی حصہ لیا۔ گویا یہ چیز کبھی متنازعہ نہیں رہی۔ اگر یہ کیس چلنے والے ہوتے تو خود مجیب الرحمان چلاتا۔ اس وقت ان مقدمات کے لیے حالات بھی سازگار تھے۔ گواہ بھی موجود تھے۔ یہ جو 42 سال بعد مقدمہ شروع ہوا، اگر پاکستان کی حکومت کی طرف سے بروقت نوٹس لیا جاتا اور کہا جاتا کہ اگر آپ اس معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے تو ہم بھی یہاں مقدمات قائم کریں گے تو صورت حال مختلف ہوتی۔ اس مقدمہ میں کہا گیا کہ یہ جنگی جرائم ہیں۔ یہ جنگ کس کے درمیان تھی؟ اس جنگ میں ایک فریق بھارت اور دوسرا پاکستان تھا۔ بنگلا دیش جو اب فریق بن رہا ہے، اُس وقت تک بنا ہی نہیں تھا، پھر یہ جنگی جرائم کہاں سے آ گئے۔ اگر مکتی باہنی کے مقابلے میں جنگی جرائم ہیں تو خود مکتی باہنی کیا چیز ہے؟ وہ کوئی فوج تو نہیں ہے۔ وہ تو ایک باغیوں کا گروہ تھا۔ اس کے ساتھ اگر کوئی جرائم ہو رہے تھے تو مکتی باہنی کا بننا بھی ایک جرم اور آئینِ پاکستان کے خلاف بغاوت تھا۔ مختصر یہ کہ 42 سال بعد یہ مقدمات بن سکتے اور نہ چل سکتے تھے۔ اس دوران تو جماعت اسلامی کے یہ لوگ الیکشن لڑتے رہے۔ اگر وہ لوگ غدار تھے تو آئین کے تحت انہیں نا اہل قرار دلانا چاہیے تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ حسینہ واجد اور جماعت اسلامی ایک انتخابی اتحاد میں ساتھ تھے۔ حسینہ واجد نے جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر جنرل ارشاد کے خلاف الیکشن لڑا تھا۔ عبدالقادر ملا دو دفعہ پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ اُس وقت تو کسی نے کبھی نا اہلیت کی بات نہیں کی۔ کبھی ان کے خلاف کوئی ایف آئی ار درج نہیں کروائی۔ کبھی ان کا اس حوالے سے کوئی نام نہیں لیا۔ یہ ساری چیزیں بالکل جھوٹی ہیں۔ اس معاملے میں پاکستانی حکومتوں کا کردار مجرمانہ ہے۔ سابقہ اور موجودہ حکومتوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کیا۔ آج بھی جس طرح کا احتجاج ہونا چاہیے تھا نہیں ہوا۔ اگر بنگلا دیش کے سفیر کو بلایا جاتا، حکومت پاکستان کوئی سٹینڈ لیتی اور عالمی سطح پر اس معاملے کو اُٹھاتی تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔

سوال: ہماری وزارتِ خارجہ عبدالقادر ملا کی سزائے موت پر کئی دن خاموش رہی۔ پھر یہ بیان جاری کیا گیا کہ یہ بنگلا دیش کا اندرونی معاملہ ہے، ہم اِس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ بعد ازاں وزیر داخلہ چوہدری نثار نے قومی اسمبلی میں بھرپور تقریر کی اور اس واقعے کے خلاف قرارداد منظور کی گئی۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ حکومت پاکستان اِس حوالے سے بدحواس کیوں نظر آ رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک ہماری وزارت خارجہ کا تعلق ہے یہ بے چاری چھ ماہ سے یتیم ہو چکی ہے۔ کوئی وزیر خارجہ نہیں ہے۔ یہ وزارت وزیراعظم نے اپنے پاس یرغمال رکھی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ عرصے پہلے تک سیکریٹری خارجہ بھی نہیں تھے۔ وزیراعظم نے وزارت خارجہ کو دو بزرگوں سرتاج عزیز اور فاطمی صاحب کے حوالے کر رکھا ہے، جو اس وزارت کی کھینچا تانی میں لگے ہوئے ہیں۔ جب وزارت خارجہ نے یہ بیان جاری کیا کہ یہ بنگلا دیش کا اندرونی معاملہ ہے تو مجھے بہت حیرانی ہوئی۔ کیونکہ جس معاہدہ کا فرید پراچہ صاحب نے ذکر کیا ہے اُس کے باوجود اسے اندرونی معاملہ کیسے کہا جا سکتا تھا۔ بلکہ اس حوالے سے دو معاہدے ہوئے ہیں۔ پہلے معاہدہ میں پاکستان، بنگلا دیش اور انڈیا شامل تھے۔ دوسرا شملہ معاہدہ ہے جو شملہ میں ہوا، یہ 195 فوجی افسران کے بارے میں تھا، جن کے بارے میں مجیب کی رائے یہ تھی کہ ان پر مقدمہ قائم کیا جائے۔ پاکستان میں جب اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی تو اس وقت پاکستان پر کچھ اسلامی ممالک کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا تھا کہ بنگلا دیش کو منظور کیا جائے۔ اُس وقت بھٹو اور مجیب الرحمٰن کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ نہ صرف فوجی بلکہ سویلین کے خلاف کوئی مقدمہ بنگلا دیش کی آزادی کی تحریک یا پاکستان سے غداری کی جنگ کے حوالے سے دائر نہیں کیا جائے گا۔ جب یہ معاہدہ ہو گیا تو اب یہ کسی کا داخلی معاملہ نہیں رہا، یہ دو ملکوں کا معاملہ ہو گیا۔ اب جو ملک بھی معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا دوسرے فریق کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پر احتجاج کرے۔ لیکن ہمارے ہاں نہ بنگلا دیش کے سفیر کو طلب کیا گیا، نہ احتجاج ریکارڈ کرایا گیا بلکہ ''بنگلا دیش کا اندرونی معاملہ'' کہہ کر خود ان کو موقع دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی وزارت خارجہ کو شاید معلوم ہی نہیں تھا کہ ایسا کوئی معاہدہ ہوا ہے، وگرنہ وہ اس قسم کا بیان نہیں دیتے، حالانکہ اس معاہدے کو پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ دوسری طرف عجیب بات یہ ہے کہ وزیر داخلہ چودھری نثار صاحب نے جذبات سے بھرپور اور حقیقت پسندانہ بیان دیا۔ ہم ان کے بیان کی تحسین کرتے ہیں کیونکہ وہ بیان واقعتاً پاکستان کے عوام کی دلوں کی آواز ہے۔ اسی طرح اسمبلی میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ اس قرارداد کے حوالے سے سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے بھی اس کی مخالفت کی، حالانکہ یہ معاہدہ بھٹو دور میں ہوا تھا۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو جو بھارت سے ایک ہزار سالہ جنگ لڑنے کے لیے تیار تھا، ان کے پھانسی کے بعد پیپلز

پارٹی کی پالیسی بالکل برعکس نظر آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں پاکستان پیپلز پارٹی کو آگے آنا چاہیے تھا اور انھیں وزارت خارجہ کو مجبور کرنا چاہیے تھا کہ وہ اس معاملے کو صحیح طرح ٹیک اوور کرے۔ دراصل ہم ہر معاملہ میں معذرت خواہ رویہ اختیار کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اب بھی کچھ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ بنگلا دیش سے معذرت کی جائے۔ ہمیں یہ رویہ ترک کر کے اُصولی بنیادوں پر مؤقف اختیار کرنا چاہیے۔ اسی صورت میں ہم باعزت قوم کی طرح سر اُٹھا کر جی سکتے ہیں۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ایک پہلو بڑا اہم ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں نے کہا کہ چونکہ عدالتی فیصلہ ہے لہٰذا اسے تسلیم کر لینا چاہیے۔ انھیں بھٹو صاحب کو سزائے موت دینے کا جو عدالتی فیصلہ ہے اسے بھی تسلیم کرنا چاہیے لیکن وہ اس کو عدالتی قتل کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ مضحکہ خیز بات کیا ہو سکتی ہے۔

سوال: اسلام دشمن بھارتی فوج کے مقابلے میں پاک فوج کا ساتھ دینا اور اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر علیحدگی پسندوں کے سامنے سینہ سپر ہو جانا کیا یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ پھر یہ ''جرم'' 42 سال بعد کیوں یاد آیا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جماعت اسلامی کا کردار اس حوالے سے بہت واضح ہے۔ مجیب الرحمٰن نے جب الیکشن جیت لیا تو جماعت اسلامی نے مطالبہ کیا کہ چونکہ اس نے الیکشن جیت لیا ہے، اس لیے اس کو اقتدار دیا جائے۔ وہ تو پیپلز پارٹی نے اسے اقتدار نہیں لینے دیا اور ''اِدھر ہم اُدھر تم'' کی بات کی۔ اُس نے قومی اسمبلی کا اجلاس نہیں ہونے دیا۔ یوں ملک توڑنے میں حصہ لیا۔ اس وقت تک جماعت اسلامی نے یہ موقف رکھا۔ لیکن جب بھارت کی تربیت یافتہ مکتی باہنی فوج نے پاکستانی فوج اور اُردو بولنے والوں کا قتل عام شروع کیا تو جماعت اسلامی نے ان کا مقابلہ کیا۔ وارث میر صاحب پنجاب یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ایڈوائزر تھے۔ ان کی قیادت میں پنجاب یونیورسٹی کا ایک وفد مشرقی پاکستان گیا تھا، انہوں نے آ کر بیان دیا کہ میں وہاں پر اس قتل گاہ کو دیکھ کر کانپ اُٹھا جہاں اُردو بولنے والوں اور بہاریوں کو لا کر ذبح کیا جاتا تھا، وہاں خون کی ندیاں بہہ نکلتی تھیں۔ 15 مارچ سے لے کر 25 مارچ تک یہ کام ہوا۔ اس کے بعد فوج نے ایکشن لیا۔ دراصل وہاں پر الیکشن شفاف ہوئے ہی نہیں تھے۔ مولانا مودودیؒ وہاں ایک انتخابی جلسے پر گئے تو پلٹن میدان میں عوامی لیگ کے غنڈوں نے اُن پر حملہ کیا، حالانکہ فوج کی حکومت تھی۔ حملے کے نتیجے میں کئی افراد شہید ہوئے۔ مولانا مودودیؒ صاحب کو نشانہ بنایا گیا تاہم اللہ تعالیٰ نے انھیں محفوظ رکھا۔ الیکشن والے دن جماعت اسلامی ہر سیٹ پر مقابلہ کر رہی تھی لیکن اس دن عوامی لیگ کے غنڈوں نے دوسرے ووٹرز کو نکلنے نہیں دیا۔ 70ء کے الیکشن میں 25% ووٹ پول ہوا ہے۔ ان میں سے بھی اصلی ووٹر بمشکل 20% ہوں گے۔ گویا 80% خاموش اکثریت پاکستان کے ساتھ تھی۔ اس کے بعد جماعت اسلامی نے فوج کا ساتھ دیا۔ اگر پاکستان کی افواج کہیں مشکل میں ہوں تو لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ فوج اور قوم مل کر جنگ لڑتی ہیں۔ فوج اکیلے جنگ نہیں جیت سکتی۔

سوال: آپ عبدالقادر ملا کے قتل کو سیاسی قتل کہیں گے یا عدالتی قتل؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ نہ صرف عدالتی اور سیاسی قتل ہے بلکہ یہ غیر ملکی قتل بھی ہے۔ یہ قتل بھارت نے کروایا ہے۔ عالمی ضمیر بھی چیختا رہا ہے۔ اگرچہ انہوں نے کردار کوئی نہیں ادا کیا لیکن انٹرنیشنل ہیومن رائٹس واچ اور دوسری حقوق انسانی کی تنظیموں نے احتجاج کیا۔ عدالتی جج نے ایک سال پہلے کسی وزیر سے یہ کہا تھا کہ میں پھانسی دے کر ہی رہوں گا۔ یہ پورا عدالتی قتل تھا اور اس کے سیاسی مقاصد تھے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس میں بھارت کے کیا مقاصد ہیں؟ بنگلا دیش کے قیام کے بعد اُس کے بھارت کے ساتھ جو معاہدے ہوئے ان میں یہ چیزیں شامل تھیں کہ بنگلا دیش بھارت کا دست نگر رہے گا۔ ان معاہدوں میں یہ بھی تھا کہ بنگلا دیش کی پالیسیاں بھی اپنی نہیں ہوں گی۔ جب وہاں پر اسلامی تحریکیں کامیاب ہونے لگیں تو بھارت کو خطرہ ہوا کہ یہ تو ہمارے پڑوس میں ایک اسلامی ریاست بن جائے گی۔ اس کو جماعت اسلامی سے خوف تھا۔ دراصل بنگلا دیش میں دینی جذبات پاکستان سے زیادہ ہیں۔ اے ڈبلیو چودھری نے یہ بات لکھی ہے کہ بھارت کہتا ہے کہ ہم نے نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا، حالانکہ بھارت نے تو دو پاکستان بنا دیئے۔ ایک پاکستان ایک طرف ہے اور ایک پاکستان دوسری طرف ہے۔ بہرحال بھارت کو یہ خطرہ تھا، اس لیے جماعت اسلامی کو نشانہ بنایا گیا، تاکہ 42 سال بعد نئی نسل کو پاکستان اور جماعت اسلامی کے خلاف کیا جائے۔

سوال: کہا یہ جا رہا ہے کہ حسینہ واجد آئندہ الیکشن جیتنے کے لیے پاکستان دشمن ایجنڈے کا سہارا لے رہی ہیں۔ انڈیا میں یہ صورت حال پہلے سے موجود ہے۔

ایوب بیگ مرزا: بنگلا دیش میں یہ عوامی لیگ کا تیسرا دور ہے۔ پہلا دور 1972ء سے لے کر 1975ء تک شیخ مجیب الرحمان کا تھا۔ دوسرا دور 1996ء سے 2001ء تک حسینہ واجد کا تھا۔ اور اب تیسرا دور پھر حسینہ واجد کا چل رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ شیخ مجیب الرحمان نے خود ایسے مقدمات دائر کیوں نہیں کیے؟ اسی طرح اس خاتون کو پہلے ادوار میں کیا ان مقدمات کا پتا نہیں تھا؟ یہ سب کچھ حسینہ واجد نہیں کر رہی، بلکہ یہ اصل میں اس بین الاقوامی سازش کا حصہ ہے جو پاکستان کے خلاف کی جا رہی ہے۔ یہ پاکستان مخالف عالمی قوتیں ہیں جنھوں نے حسینہ واجد کو استعمال کیا ہے۔ یہ پاکستانی فوج اور پرو پاکستان قوتوں کو بدنام کرنے کی ایک شعوری کوشش ہے۔ اسی لیے اس کو 16 دسمبر (سقوط ڈھاکہ) کے ساتھ جوڑا گیا ہے، تاکہ یہاں بھی فوج اور دینی جماعتوں کے خلاف ایک جذبہ اُبھارا جائے۔ اگرچہ الحمدللہ اس کا اثر کچھ اُلٹا ہوا ہے اور پاکستان میں جماعت اسلامی کے حق میں ایک مثبت لہر اُٹھی ہے کہ انہوں نے صحیح قدم اٹھایا تھا۔ یہاں پر حکومت نے جو قرارداد منظور کی وہ بھی عوامی دباؤ کے تحت کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت یہ محسوس کر رہی ہے کہ عوام کی اکثریت نے عبدالقادر ملا کی پھانسی کے فیصلے کو غلط سمجھا ہے۔ دوسری طرف اس خطے میں پاکستان مخالف تحریکیں فروغ پا رہی ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہیں: ایک تو پاکستان کا نظریاتی ملک ہونا ہے۔ پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ اس پر عمل درآمد ہوا یا نہیں یہ الگ بحث ہے، تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ ہمارا ملک اس نظریے کی پیداوار ہے۔ دوسری چیز پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہے۔ ان دونوں چیزوں کی وجہ سے دنیا پاکستان کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ ان دشمنوں میں امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا اتحاد ثلاثہ سب سے زیادہ متحرک ہے۔ اس مسئلے کو بھی انہوں نے ہی اُٹھایا ہے۔ دراصل پاکستان کی فوج کا امیج خراب کرنے اور عوام کو فوج کی پشت سے ہٹانے کے لیے اس طرح کے مسائل کھڑے کیے جا رہے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ آنے والے دنوں میں پاکستان کے دشمن پاکستان پر آخری وار لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب اسی سازش کا تانا بانا لگتا ہے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: میں ایوب بیگ صاحب کی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس واقعہ کا نہ صرف پاکستان میں جماعت اسلامی اور دینی حلقوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے بلکہ اس کا سب سے بڑا فائدہ خود بنگلا دیش میں ہو رہا ہے۔ بنگلا دیش میں 26 نومبر سے لے کر آج تک مسلسل ہڑتال کی کیفیت ہے۔ درجنوں افراد اپنی جانیں دے چکے ہیں۔ 2010ء سے آج تک ڈھائی سو سے زیادہ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ وہاں پر حکومت عملاً ختم ہو چکی ہے اور پاکستان کی محبت بڑھ رہی ہے۔ مجھے بنگلا دیش جانے کا موقع ملا تو میں وہاں ایک عام آدمی کے طور پر پھرتا رہا۔ میں ڈھاکا، چٹا کانگ اور سلہٹ گیا۔ ہر جگہ میں نے دیکھا کہ لوگوں میں پاکستان سے بے پناہ محبت پائی جاتی ہے۔ میں ایک جگہ ہوٹل

میں گیا تو وہاں میرے ساتھیوں نے اونچی آواز میں میرا تعارف کروایا کہ یہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور ہمارے مہمان ہیں۔ ہوٹل میں جو لوگ تھے وہ سارے محبت کے جذبات کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

سوال: البدر اور الشمس جو جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیمیں تھیں ان پر پاکستانی فوج کے ساتھ مل کر بنگالیوں کے قتل عام کا الزام ہے۔ یہ بات کس حد تک درست ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جہاں تک البدر اور الشمس تنظیموں کے قیام اور جدوجہد کا تعلق ہے یہ تو بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرے کہ جنہوں نے اس میں قربانیاں دی ہیں۔ میجر ریاض حسین صاحب جنہوں نے یہ تنظیمیں بنائیں ان کے بیانات کئی ٹی وی چینلز، اخبارات اور ڈائجسٹوں میں آ چکے ہیں کہ دو تین واقعات ایسے پیش آئے کہ میں نے یہ تنظیمیں بنانے کا فیصلہ کیا۔ ایک واقعہ تو یہ ہے کہ ایک جگہ پر ہم نے حملہ کرنا تھا۔ دریا کے پار دوسری طرف سے ایک بوڑھا آدمی تیر کر دریا پار کر رہا تھا۔ جب وہ بزرگ آئے تو ہم نے ان کو گھیر لیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت آپ کو ہماری گولی بھی لگ سکتی تھی۔ اُدھر سے بھی آ سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں جماعت اسلامی کا رکن ہوں، مجھے یہ پتا تھا کہ آپ حملہ کریں گے تو آپ اُن کے گھیرے میں آ جائیں گے اور آپ کا بے پناہ نقصان ہوگا۔ لہٰذا میں نے اپنی جان قربان کرتے ہوئے یہ کھیل کھیلا ہے، تا کہ پاکستانی فوج کا نقصان نہ ہو۔ دوسرا واقعہ میجر ریاض یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ میرے بھائی کو گرفتار کر لیں۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کے بھائی کو کیوں گرفتار کریں؟ اس نے کہا میرا بھائی انڈیا جاتا ہے۔ وہ مکتی باہنی کے ساتھ ملا ہوا ہے، پاکستان کا غدار ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارا بھائی قتل ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ ایسے بھائی کا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اس نوجوان نے جب یہ بات کہی تو میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس وقت تک میں مولانا مودودیؒ کے نام سے بھی واقف نہیں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو، تو اس نے کہا کہ میں اسلامی جمعیت طلبہ کا رکن ہوں۔ پھر مجھے یہ خیال آیا کہ یہ تو اتنے قیمتی لوگ ہیں اور پاکستان اور اسلام کے لیے اتنے جذبات رکھتے ہیں۔ میں نے اپنے طور پر فیصلہ کیا کہ ہمارے پاس انڈیا سے چھینا ہوا اسلحہ ہے، وہ ان نوجوانوں کو تیار کر کے ان کو دیتے ہیں۔ بعد میں نے اپنے کرنل سے بھی اجازت لے لی۔ جب ہم نے نوجوانوں کو بلایا تو ان میں ایک بچہ تھا۔ بچے کو میں نے کہا کہ بیٹا آپ علیحدہ ہو جائیں، آپ چھوٹے ہیں، تو اس نے اپنی ایڑیاں اُونچی کر کے کہا کہ اب تو میں بڑا ہو گیا ہوں۔ اس وقت مجھے جنگ بدر یاد آ گئی، جس میں معوذؓ اور معاذؓ دو چھوٹے مجاہد تھے۔ اس بنا پر میں نے اس تنظیم کا نام البدر رکھا۔ یہ میجر ریاض حسین سرگودھا میں ہیں۔ اگر پاکستان ٹوٹنے سے بچ جاتا تو یہی محسن ہوتے اور ان کا نام تاریخ میں زندہ ہوتا۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ شرمیلا بوس کی ایک کتاب آئی ہے۔ شرمیلا بوس، سبھاش چندر بوس خاندان کی ایک ہندو خاتون ہے۔ جو کلکتہ کی یونیورسٹی میں ہوتی ہے۔ اس نے اس کہانی پر تحقیقی نقطۂ نظر سے ایک کتاب لکھی۔ اس نے کہا کہ میں ہر اس مقام پر گئی جہاں پر پاکستانی فوج یا البدر یا الشمس نے کوئی کارروائیاں کیں یا مبینہ طور پر قتل عام کیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں انکشاف کیا کہ پاکستانی فوج کے خلاف سارے الزامات جھوٹ تھے۔ وہ سب کہانیاں بنائی گئی ہیں۔ اس دور کے افسروں نے بھی بتایا کہ ہمیں تو یہ کوئی اور لوگ لگتے تھے جو کارروائیاں کرتے تھے۔ انہوں نے نہ اپنی جانوں کی پروا کی، نہ اپنے عزیزوں کی پروا کی۔ میں خود کئی مقامات پر گیا جہاں پر اسلامی جمعیت طلبہ کے لوگوں کے بڑے کارنامے تھے اور ان کو بعد میں بڑی سخت سزائیں دی گئیں۔ ان کے جسموں کے ٹکڑے کیے گئے۔ ان کو جیپوں کے پیچھے باندھ کر گھسیٹا گیا۔ یہ سب کچھ پاکستان کا ساتھ دینے کی وجہ سے کیا گیا۔ ہمارے 56 ہزار فوجی، جنگی قیدی (POW) بن کر کچھ مدت کے بعد واپس آ گئے، لیکن ان کو تو وہاں چھوڑ آئے۔ ان کے لیے کسی نے بات نہیں کی۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ وہ غدار ہیں اور یہ بنگلا دیش کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہم مغرب سے اتنے مرعوب ہیں کہ خود اپنے آپ کو کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں۔ یہ پاکستان کو، پاکستانی فوج، البدر اور الشمس کو کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں۔ انہیں مکتی باہنی کے وہ مظالم، وہ محصور پاکستانی، اردو بولنے والوں کا قتل عام، پاکستانی فوجیوں کا قتل عام، پاکستان کے تاجروں، پروفیسروں کو پنجابی کا نام دے کر قتل کیا جانا یاد نہیں۔ پورے کے پورے گھرانے مار دیے گئے۔ ہماری تاریخ کے ساتھ بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ البدر اور الشمس کے بہترین کارنامے جو اگر کسی قوم میں ہوں تو سنہری الفاظ میں لکھے جاتے ہیں، لیکن ان لوگوں کا اب کوئی محافظ ہی نہیں رہا، فوج کو اس کا محافظ بننا چاہیے تھا وہ اس کی محافظ نہیں بنی، ہماری وزارت خارجہ محافظ نہیں بنی، ہمارے حکمران محافظ نہیں بنے۔ اس وقت کے سیاستدانوں نے یہ سمجھا کہ اگر متحدہ پاکستان رہا تو انھیں اقتدار نہیں ملتا تھا۔ اس ذہنیت کی وجہ سے البدر اور الشمس کا نام غلط انداز میں لیا جاتا ہے۔

سوال: پاکستان نے ایٹمی اور میزائل ٹیکنالوجی حاصل کر کے اپنی سرحدوں کو محفوظ کر لیا ہے، لیکن فکری اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے تا حال مناسب انتظام نہیں۔ کیا ہم نے سانحہ 1971ء سے کوئی سبق نہیں سیکھا؟

ایوب بیگ مرزا: آپ نے درست کہا ہے ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اگر ہم نے اس سانحے سے کوئی سبق سیکھا ہوتا تو ہم اپنا رخ درست کرتے۔ پاکستان میں رہنے والوں کے درمیان زبان، رہن سہن اور علاقے کے لحاظ سے کوئی چیز مشترک نہیں تھی۔ صرف ایک چیز اسلام سب میں مشترک ہے جس نے پٹھانوں، سندھیوں، پنجابیوں اور بنگالیوں کو جوڑ رکھا تھا۔ جب ہم نے اس دین سے لاتعلقی اختیار کر لی، اس سے انحراف کر لیا۔ تو گویا دو اینٹوں کے درمیان سے وہ سیمنٹ نکال دیا جو انہیں جوڑے رکھتا ہے۔ سقوط ڈھاکہ اسی کا نتیجہ ہے۔ نفاذ اسلام کے حوالے سے 1949ء میں قرارداد مقاصد منظور ہو گئی تھی۔ 1951ء میں تمام مکاتبِ فکر کے 31 علماء نے 22 نکات پر اتفاق کر کے متفقہ اسلامی آئین سازی کا ایک راستہ دکھا دیا تھا۔ لیکن ہم نے اس پر عمل نہ کیا۔ ہم نے یوٹرن لیا اور ہم سیکولر مغربی دنیا کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ چنانچہ ہم دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور اگر ہمارا یہی معاملہ رہا تو آخرت میں بھی ہمارا انجام بہت برا ہوگا۔ اگر پاکستان نے اپنے نظریے کو عملی تعبیر نہ دی، اس پر عمل نہ کیا تو پاکستان کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: اہم بات وہی ہے جو مرزا صاحب نے کہی اور یہ خود نظریہ پاکستان کی دلیل ہے۔ مغربی پاکستان کی مشرقی پاکستان کے ساتھ کوئی جغرافیائی سرحد نہیں ملتی، زبان نہیں ملتی، علاقہ نہیں ملتا، نسل نہیں ملتی، طرز بود و باش نہیں ملتا، الغرض کوئی چیز نہیں ملتی۔ پھر کس ناتے سے وہ ہمارے ساتھ ملے۔ وہ ناتا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ مشرقی بنگال اور مغربی بنگال کا الگ الگ ہونا اور مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کا الگ الگ ہونا خود اس بات کی دلیل تھی کہ یہ ایک نظریاتی ملک ہے جو نہ زبان کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے، نہ ہندو کے تعصب کی بنیاد پر قائم ہوا ہے، نہ معاشی مفادات کے لیے بنا ہے، یہ اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کے لیے بنا ہے۔ مگر ہمارے حکمرانوں نے اِسے اسلامی ریاست نہیں بنایا۔ یوں انہوں نے پاکستان کی تقسیم کی بنیاد رکھ دی۔ انہوں نے دراصل قوت نافذہ (جوڑنے والی قوت) کو ختم کر دیا۔ ان شاء اللہ پاکستان قائم اور سلامت رہے گا، مگر اس کے لیے پاکستان کے جغرافیے اور نظریے دونوں کو مضبوط رکھنا ضروری ہے۔ ہمیں اسلام کی وفادار شریعت کو نافذ کرنے والی حکومت کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

پیکار

شمیم جاوید

انگریزی روزنامہ Dawn کراچی کے تحت پچھلی صدی کی پچاس کی دہائی کے اوائل میں سندھ مدرسہ گراؤنڈ کراچی میں سالانہ پاک و ہند اردو مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلا مشاعرہ 1950ء میں ہوا جس میں وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان بھی شریک تھے۔ افتتاح کیا تھا یا صدارت، صحیح یاد نہیں۔ اسی مشاعرہ میں حلقہ ادب اسلامی کے شاعر شمیم جاوید نے اپنی یہ نظم "پیکار" سنائی تھی جس کی انہوں نے بہت داد پائی۔ بعد میں یہ نظم پہلی بار ماہنامہ "یثرب" لاہور میں غالباً اُسی سال شائع ہوئی۔ یہ رسالہ بشیر احمد اور ابو صالح اصلاحی (فرزند مولانا امین احسن اصلاحی) کے زیرادارت شائع ہوتا تھا جو دو ایک سال ہی جاری رہ سکا۔
(ادارہ)

مرسلہ: قاضی عبدالقادر
کراچی

روزِ اول ہی سے دامن زیست میں کتنے نیرنگ نغمے مچلتے رہے
کتنے سورج افق پر ہوئے جلوہ گر اور تاریکیوں میں بدلتے رہے
قیصریت بدستور قائم رہی، گنبد سیم وزر جگمگاتے رہے

اب سے پہلے بھی مظلوم انسانیت جبر کے سخت پاٹوں میں پستی رہی
زخم لگ لگ کے، ناسور بنتے رہے خون بہتا رہا پیپ رستی رہی
اب سے پہلے بھی انسان انسان کے، روبرو اپنے سر کو جھکاتی رہے
قیصریت بدستور قائم رہی، گنبدِ سیم وزر جگمگاتے رہے

بت پرستی بدستور جاری رہی لوگ خود اپنی پستی کو بھولے رہے
کفر و الحاد پہلے بھی بڑھتا رہا اصل خالق کی ہستی کو بھولے رہے
محفلِ رامش ورنگ کے سائے میں، معصیت کو گلے سے لگاتے رہے
قیصریت بدستور قائم رہی، گنبدسیم وزر جگمگاتے رہے

کتنے فرعون پیدا ہوئے خاک سے اور پھر خود جہاں کے خدا بن گئے
کتنے شداد پیدا ہوئے دہر میں اور "نئی خلد" کے رہنما بن گئے
کتنے نمرود کتنے براہیموں کو، روز آتشکدوں میں جلاتے رہے
قیصریت بدستور قائم رہی، گنبد سیم وزر جگمگاتے رہے

سیلِ طاغوت کو تھامنے کے لئے نوح سے ناخداؤں کو بھیجا گیا
سامریت کے ہر سحر کو توڑنے موسیٰ سے پیشواؤں کو بھیجا گیا
کارواں راہ حق سے بھٹک کر مگر، دور اور دور ہی دور جاتے رہے
قیصریت بدستور قائم رہی، گنبدسیم و زر جگمگاتے رہے

اور پھر دشت ِ یثرب سے گونجی صدا آخری اک صدا حق کے پیکار کی
یک بیک اینٹ سے اینٹ بجنے لگی قیصریت کی فرسودہ دیوار کی
قصر وایوان سب ڈگمگانے لگے، اور انسانیت مسکرانے لگی
چند جابر زمیں پر تڑپنے لگے، اور ہزاروں کی محنت ٹھکانے لگی

اور پھر وقت نے ایک انگڑائی لی کارواں منزلوں سے بھٹکنے لگے
خود پرستی کی اور نفس کی آنچ میں ذہن جلنے لگے، سر ترخنے لگے
کتنے چنگیز کتنے ہلاکو اٹھے، اور دھواں بن کے عالم پہ چھانے لگے
قیصریت نے پھر پاؤں پھیلا دیئے، گنبدسیم وزر جگمگانے لگے

آج تیرہ صدی بعد اے ساتھیو!
گنبد سیم وزر ڈگمگاتے ہیں پھر!
قصر وایوان سب لڑکھڑاتے ہیں پھر!

مژدہ باد! اے رفیقو! کہ تیرہ صدی بعد حق کے عساکر ظفر پائیں گے
قصرِ شاہی کے زر کار و سیمیں کلس وقت کے تیز دھارے میں بہہ جائیں گے
آج انساں نے پایا وہ رازِ خودی جس سے دشت وجبل بھی ہیں سہمے ہوئے
عزم وایماں کی مشعل جلاتے ہوئے، ہم افق کے کناروں کو چھو آئیں گے

آج اسلام کے جاں نثارو! سنو وقت نے فیصلہ کر دیا ہے یہی!
کہ خدا کے نڈر اور بہادر سپاہی جہاں کے خداؤں سے ٹکرائیں گے!

پسند کی شادی

محمد سمیع

''لومیرج نے ہمارے معاشرے کو تباہی کے دہانے پر پہنچادیا ہے۔ہم نہ مشرقی روایات کی پاسداری کر رہے ہیں اور نہ مغربی معاشرے کی تقلید۔معاشرہ کھچڑی بن چکا ہے۔گھر سے بھاگ کر شادی کا انجام لڑائی، مارکٹائی اور پھر طلاق ہوتا ہے۔'' یہ وہ آبزرویشن ہے جو لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد فرخ عرفان خان نے دیا ہے۔ انہوں نے وہ حقائق بیان کئے ہیں جن کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اس حوالے سے سروے کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ جو شادیاں بزرگوں کی مرضی سے ہوتی ہیں ان کے نتائج جو لومیرج کے حوالے سے نتائج جسٹس صاحب نے بیان کئے ہیں ان میں کوئی نسبت و تناسب ہی نہیں۔انہوں نے مشرقی روایات کی جو بات کی ہے اس کی جگہ وہ اسلامی تعلیمات کی اصطلاح استعمال کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا، کیونکہ اگر بزرگوں کی مرضی سے ہونے والی شادیوں کے حوالے سے جو اس قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں اور جن کی تعداد بدقسمتی سے دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے وہ اس لئے ہے کہ مشرقی روایات میں ہندوانہ معاشرے کے اثرات ہمارے ہاں در آئے ہیں۔ ان کا تذکرہ ان شاء اللہ آگے آئے گا۔دراصل دونوں قسم کی شادیوں میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ نکاح کے حوالے سے ہماری ناواقفیت کا نتیجہ ہیں، آیئے ذرا اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

نکاح کے حوالے سے جو ہمیں پہلی تعلیم ملتی ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کے بالغ ہوجانے کی صورت میں ان کی فوری شادی کی فکر کرنا ہے۔اس تاکید کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ اگر نکاح میں تاخیر کی بناء پر خدانخواستہ اولاد بے راہ روی کا شکار ہوتی ہے تو اس کا ذمہ دار والدین کو ٹھہرایا گیا ہے۔الحمدللہ، دین کے اس حکم پر بالعموم عمل کیا جاتا ہے لیکن اس کا کیا کیجئے کہ ہمارا خاندانی نظام جو اللہ کے فضل و کرم سے اب تک بچا ہوا ہے اس میں دراڑیں ڈالنے کے لئے مغرب کوشاں ہے۔ہم نے مغرب کے سیاسی اور معاشی نظام کو تو تقریباً اپنا ہی لیا ہے۔مغربی جمہوریت ہمارے سیاستدانوں کے لئے جن میں صاحبان جبہ و دستار بھی شامل ہیں، نیلم پری بنی ہوئی ہے۔بقول علامہ اقبالؒ:

کیا امامان سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو!

اسی طرح ہمارا معاشی نظام بھی مغرب کی تقلید میں سود پر استوار کیا جاچکا ہے۔اب ہمارے معاشرتی نظام پر بھی مغرب اثر انداز ہونے کی پوری کوشش میں مصروف ہے۔ یہ اسی کا مظہر ہے کہ ہمارے پارلیمنٹیرینز ایسی قانون سازی کے لئے پر تول رہے ہیں جس کے ذریعے ایک خاص عمر تک شادی پر پابندی ہوگی۔

پسند کی شادی اس دینی تعلیم سے انحراف کا نتیجہ ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔(مسند احمد، ابوداؤ، ترمذی، ابن ماجہ)۔اس حدیث کی تشریح میں مولانا منظور حسن گیلانیؒ نے معارف الحدیث میں فرمایا ہے ''حدیث کا مقصد و مدعا بظاہر یہ ہے کہ نکاح ولی ہی کے ذریعے ہونا چاہئے۔عورت کے لئے ٹھیک نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کرے۔یہ اس کے شرف اور مقام حیا کے بھی خلاف ہے اور اس سے خرابیاں پیدا ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے۔'' ہاں ایک اور حدیث مبارکہ کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ اپنے بارے میں اصل اختیار عورت ہی کا ہے۔ولی اس کی مرضی اور رائے کے خلاف اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق شوہر دیدہ عورت کا اپنے نفس کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق اور اختیار ہے اور باکرہ (کنواری) کے باپ کو چاہئے کہ اس کے نکاح کے بارے میں اس کی اجازت حاصل کرلے اور اس کی خاموشی بھی اجازت ہے۔(صحیح مسلم)

نکاح کو آسان بنانے کے ضمن میں صرف مندرجہ ذیل باتوں کی ہمارے دین نے تعلیم دی ہے:-

1) ادائے مہر: سورۃ النساء آیت 4 میں فرمایا گیا:''اپنی بیویوں کے مہر خوشدلی سے ادا کیا کرو۔'' مہر کی ادائی کے بارے میں تاکید کا اندازہ حضور ﷺ کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے جس کے مطابق جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق مہر کی ادائی کا ارادہ نہیں ہے تو قیامت میں اللہ کے حضور زناکار کی حیثیت سے پیش ہوگا۔(طبرانی) اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہے کہ ادائے مہر کی کوئی مخصوص رقم مقرر نہیں کی گئی ہے۔

2) نکاح: جو گواہان کی موجودگی میں منعقد ہو۔اس میں بھی آسانی کے لئے مسجد میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔

3) دعوت ولیمہ: آیئے دیکھیں کہ حضور ﷺ نے دعوت ولیمہ میں کیا کیا پیش کیا:''حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے نکاح پر ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا کہ حضرت زینت بنت جحش ؓ کے نکاح کے موقع پر کیا۔پوری ایک بکری پر ولیمہ کیا'' (متفق علیہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور سب بیویوں سے نکاح پر آپؐ نے جو ولیمہ کی دعوت کی تھی وہ اس سے مختصر اور ہلکے پیمانے پر کی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں صفیہ بنت شیبہ ؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے بعض بیویوں کے نکاح پر جو ولیمہ کی دعوت کی تو صرف دو سیر جو کام آئے اور حضرت انس ؓ سے یہ بیان مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ ؓ کو نکاح میں لیا تو دعوت ولیمہ کے موقع پر دسترخوان پر گوشت روٹی کچھ نہیں تھا، کچھ کھجوریں تھیں اور کچھ پنیر اور مکھن تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لئے باقاعدہ کھانے کی دعوت بھی ضروری نہیں۔کھانے پینے کی جو بھی مناسب اور مرغوب چیز میسر ہو، رکھ دی جائے۔لیکن بدقسمتی کی انتہا ہے کہ ہم مسلمانوں نے جہیز کی طرح ولیمہ کو بھی ایک مصیبت بنالیا ہے۔ جبکہ جہیز کا اسلامی تعلیمات میں کوئی تذکرہ ہی نہیں۔حضرت فاطمہ ؓ کے نکاح پر جو سامان حضور ﷺ نے انہیں فراہم کیا تھا وہ حضرت علی ؓ کی فراہم کردہ رقم سے خریدا گیا تھا جو ان کی زرہ کے فروخت کے عوض ملی تھی۔اگر اسے جہیز کا نام دیا جائے تو سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کے نکاح کے مواقع پر کوئی جہیز کی روایت کیوں دستیاب نہیں۔اسی طرح ہم نے بارات کی رسم ایجاد کرلی اور اس موقع پر لڑکی والوں کی جانب سے کھانے کی دعوت کو لازم کرلیا۔اس کے علاوہ ہم نے شادی کے موقع پر رسومات کا ایک طومار باندھ لیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی ایک بڑا مسئلہ بن کر رہ گئی ہے۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ کیجئے۔ہمارے دین نے

کسب معاش کی ذمہ داری مرد پر رکھی ہے۔ اب یہ ذمہ داری بھی لوگوں نے بڑی ہوشیاری سے خواتین کو منتقل کردی ہے۔ وجہ حبّ دنیا کے سوا کچھ نہیں۔ دنیوی ترقی اور معیار زندگی کو بلند کرنے کی خاطر جب خواتین کو گھر سے باہر نکالا گیا تو جو اس کی اصل ذمہ داری تھی وہ پس منظر میں چلی گئی۔ اس کے جو ثمرات بد پیدا ہوئے اس پر تو کوئی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں، کیونکہ دنیوی زندگی کی چکا چوند نے ان کی بینائی اس لائق رہنے ہی نہیں دی جو وہ اس جانب نظر ڈالیں۔ چلئے، اگر آپ دنیوی ترقی میں پیچھے نہیں رہنا چاہتے تو کم از کم خواتین کے لئے باہر ایسے مواقع پیدا کریں کہ وہ شرعی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے کسب معاش کرسکیں۔ دفاتر میں انہیں مخصوص ماحول فراہم کریں کہ انہیں اپنے فرض کی ادائی کے لئے مردوں سے رابطہ کی ضرورت نہ رہے۔ عورتوں اور مردوں کی مخلوط معاشرت کی ہمارے دین میں کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے برعکس ہم نے اپنے دفاتر میں، تعلیم گاہوں میں حتیٰ کہ سماجی تقریبات میں عورتوں اور مردوں کو اکٹھا کردیا ہے۔ ایسے میں ان کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ ستر وحجاب کی پابندی کرسکیں۔ ایک طرف لڑکیوں کی شادی کی مشکلات اور دوسری جانب عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے نتائج ہی تو ہیں جو لڑکیوں کو گھر سے بھاگ کر پسند کی شادی پر اکساتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایک طرف وہ اپنے گھر والوں سے کٹ جاتی ہیں تو دوسری طرف اس کے سسرال والے اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ نوبت بقول جسٹس صاحب کے لڑائی، مار کٹائی اور طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

اس صورتحال سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہم دین کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بچوں کی بروقت شادیوں کا اہتمام کریں۔ گو کہ موجودہ معاشرے میں ایسا ہونا امر محال نظر آتا ہے، تاہم عزیمت کی راہ اختیار کی جائے تو یہ ناممکن بھی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ آپ برادری سے کٹ جائیں گے۔ دین سے جڑے رہنے کی قیمت برادری کے بائیکاٹ کی صورت میں بہت ہی کم ہے جو ہمیں ادا کرنی پڑے گی۔ اگر بہ امر مجبوری آپ کے لئے دنیا سے کٹنا محال ہو تو حکومتی سطح پر اس کی کوشش کی جاسکتی ہے جس کے نتیجے میں خواتین اپنے گھروں میں رہ کر کاٹیج انڈسٹری چلاسکیں۔ مردوں کے لئے الگ اور عورتوں کے لئے الگ ہسپتال قائم کئے جاسکتے ہیں۔ عورتوں کے لئے عورتیں نرس ہوں اور مردوں کے لئے مرد نرس ہوں۔ پرائمری سطح تک کی تعلیم گاہیں عورتوں کے سپرد کردی جائیں۔ مخلوط تعلیم کا خاتمہ کرکے مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ درسگاہیں قائم کی جائیں۔ اس کے علاوہ بھی عورتوں کے لئے روزی کے ایسے ذرائع پیدا کئے جاسکتے ہیں جہاں ان کا مردوں سے رابطہ ضروری نہ ہو۔ اگر نیت اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہو تو حکومت کو یہ سب کچھ کرنا پڑے گا۔ اگر ہم ایسا کچھ نہیں کرسکتے تو عدالتوں میں ازدواجی مسائل پر مقدمات آتے رہیں گے اور ہمارے جج حضرات ایسے ہی آبزرویشنز دیتے رہیں گے۔

سازشیں اغیار کی

’’اسلام کو صفحۂ ہستی سے کیسے مٹایا جائے‘‘

صیہونی بادشاہت

پروٹوکولز کے تناظر میں

غلام نصیر البشر فاروقی

صیہونی تحریک (زنجری) کو بنی نوع انسانی میں یہ ’’اعزاز‘‘ حاصل ہے کہ اس کی تشکیل میں گزشتہ تمام الہامی کتب اور صحیفوں کی تعلیمات ضروریہ کے تحت اس کے 33 ویں ڈگری کے حامل یہودیت کے فاضل نابغان عصر (Elders) پر مشتمل خفیہ بزرگان دین کا ایک نہایت اعلیٰ اور منظم انتظام کیا گیا ہے جو گزشتہ کئی صدیوں سے جاری اور رواں دواں ہے۔ ان لوگوں کے کے پیش نظر صیہونی بادشاہت اور یہودی اقلیت کو زوال سے کمال تک کیسے پہنچایا جائے کا لائحہ عمل اور مشن ہے، جس کو وہ نسل در نسل آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان 33 ڈگری کے حامل دانشوروں کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو انتہائی راز داری سے ایک دوسرے روحانی فرد کو اس کی جگہ نامزد کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا لائحہ عمل کی ہلکی سی بھنک تقریباً ایک صدی قبل اس وقت دنیا کے سامنے آئی جب 1905ء میں ایک انتہائی خفیہ شاہکار دستاویز (پروٹوکولز) ایک روسی قدامت پسند چرچ کے پادری سرگ پی اے نیلسن کی وساطت سے عبرانی زبان سے روسی زبان میں ترجمہ ہوکر شائع ہوئی۔ جس کے تعارف میں اس پادری نے کہا کہ عبرانی زبان کا یہ مسودہ مجھے ایک دوست کی وساطت سے ملا جو فرانس کی فری میسن تنظیم کی ایک باا ثر رکن خاتون نے چوری کرکے اسے پہنچایا تھا۔ اس پر پروٹوکولز کو روسی زبان سے انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کا کام مارننگ پوسٹ لندن کے روس میں متعین برطانوی نامہ نگار مسٹر وکٹر ای مارسڈن نے کیا، جو عرصہ دراز تک اپنے اخبار کے لئے روس میں مقیم رہا تھا۔ نڈر نقاد ہونے کے ناتے اس کو انقلاب روس کے خفیہ حقائق سے پردہ اٹھانے کی پاداش میں دو سال قید کردیا گیا تھا۔ اس دستاویز کی روس میں برآمدگی پر موت کی سزا مقرر تھی۔ اس کا مکمل اردو ترجمہ میری کتاب ’’کروسیڈ‘‘ حصہ اوّل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کے عین مطابق وقت کے ساتھ عالمی حالات میں آج تک عجیب ڈرامائی انداز کی تبدیلیاں ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف 20 ویں صدی کے حالات و واقعات سے سو فیصد مطابقت رکھتی ہیں بلکہ اب تو اس میں حالات دنیا کے مطابق جدت بھی محسوس ہونے لگی ہے۔ جس کے برآمدہ نتائج حیرت انگیز حد تک پروٹوکولز کی مقصودہ مطلوبہ روح وفلسفہ کے تحت ہو بہو ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ غیر یہودی اقوام چیخ چیخ کر ہلکان ہو چکی ہیں، مگر طے شدہ خودکار پروگرام میں کوئی فرق اور تبدیلی کا سوال ہی پیدا ہونے نہیں دیا جاتا۔ وہی کچھ ہو رہا ہے جو کچھ وہ طے کرکے آگے سے آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

21 ویں صدی کے لئے ان صہیونی قوتوں کا آخری ہدف ’’عالمی فیڈریشن‘‘

(International Union) کا قیام ہے۔ اِسی کے لیے Globalization کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس منصوبہ بندی کی ہلکی سی جھلک عالمگیر بادشاہت کے لیے اسی خفیہ دستاویز پروٹوکولز کا اقتباس وثیقہ نمبر 24 ہے، جس میں مذکورہ بالا 33 ڈگری کے حامل بزرگوں کی دوراندیشانہ کارکردگی واضح نظر آ رہی ہے۔ انہوں نے جو کچھ ایک صدی قبل طے کیا تھا آج وہی کچھ حرف بہ حرف اس خیال وعزم کا عکاس نظر آتا ہے۔ میرا سب سے یہ سوال ہے کہ ایسے حالات میں کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ کہ جنہوں نے اپنی کمزوری کی حالت میں جو کچھ سوچا تھا بالآخر کر دکھایا۔ آج تو وہ بڑی مضبوط حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جبکہ دنیا کے حالات بھی ان کے ''اشارۂ ابرو'' کے مرہونِ منت ہیں۔ ملاحظہ ہو پروٹوکولز کے آخری وثیقہ نمبر 24 کا اقتباس، یہودی بادشاہت کے بارے میں......!

''1 میں اب اپنی بات کا رخ سینہ دھرتی پر بادشاہ داؤد (علیہ السلام) کے ورثاء کی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے کے طریقہ کار کی طرف پھیرتا ہوں۔

عالمی سطح پر قدامت پسندی کی موجودہ روایت کو قائم ودائم رکھنے کے لئے ہمارے نابغۂ روزگار نے انسانی فکر وشعور کی جو راہیں متعین کی ہیں ہمیں ان کی طرف تسلسل کے ساتھ رجوع کرنا ہوگا۔ آلِ داؤد (علیہ السلام) میں سے گنتی کے چند افراد ہوں گے جو یہودی حکمران اور اُس کے ورثاء کا انتخاب کریں گے۔ اِس انتخاب کی بنیاد آبائی وراثت ہرگز نہ ہوگی۔ یہودی حکمرانوں کو رموزہائے مملکت کے ہر ہر شعبہ کے تمام سربستہ رازوں سے آگاہی دی جائے گی، لیکن اس خصوصی اہتمام کے ساتھ کہ کوئی تیسرا ان سے آگاہ نہ ہو پائے۔ یوں عوام پر یہ بات عیاں رہے گی کہ اقتدار کبھی ان کا مقدر نہیں بنتا، جن پر حکومتی سربستہ راز آشکار نہ ہوں۔

سربستہ رازوں کا اظہار۔ یعنی مذکورہ صدر منصوبوں اور ان پر عمل درآمد کے طریقہ ہائے کار جو صدیوں کے تجربات کا نچوڑ ہیں صرف انہی منتخب لوگوں کو بتائے جائیں گے اور انہی کو سماجی علوم، سیاسی اور معاشی تحریکوں کے مشاہدات سے آگاہ کیا جائے گا اور اٹل قوانین انہی کی گھٹی میں ہوں گے جنہیں انسانی تعلقات متعین کرنے کے لیے قدرت نے خود منتخب اور مقرر کیا ہے۔

اقتدار کا دروازہ ورثاء پر صرف اسی حالت میں بند کیا جائے گا جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ دورانِ تربیت ان میں کسی نوعیت کی غیر ذمہ داری پائی گئی، اور رحم دلی کے رویے، جو حکومتوں کی تباہی کا سبب بنتے ہیں ان میں دیکھے گئے۔ ایسی نرم دلی کے رویے اور اقتدار کی پاسداری قسم کے معرکے ہر اختیار واقتدار کے لیے زہر ہلاہل ہوتے ہیں اور ان کے حامل لوگ بادشاہت کے مرتبہ پر فائز ہونے کے کسی طرح بھی اہل نہیں ٹھہرتے۔ شاہی رعب ودبدبہ سے ان کا باہم موازنہ کیا جائے! ہمارے نابغہ روزگار فضلاء، اقتدار صرف انہیں کے سپرد کریں گے جو اقتدار کے لیے ظلم وجور، تشدد روا رکھنے اور براہ راست احکام جاری کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے اور کسی ریاستی معاملے میں کسی طرز کی رورعایت کے قائل نہ ہوں گے۔ قوت فیصلہ کی کمی کسی حکمران کو کمزور کر دے تو وہ حکمرانی کے لئے نااہل قرار پائے گا اور اُسے حکومت کسی دوسرے ایسے اہل حکمران کے سپرد کرنا ہوگی جو مذکورہ بالا خوبیوں کا حامل ہوگا۔ ہمارے حکمران کے حال اور مستقبل کے منصوبے عوام کی نظروں سے ہمیشہ اوجھل رہیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے قریبی مصاحبین بھی اندھیرے میں رکھے جائیں گے۔ حکمران اور اس کے تین نائب ہی اس بات سے باخبر ہوں گے کہ کل کیا ہوگا۔ بااثر حکمران کے سامنے سبھی کو سرِ تسلیم خم کرنا ہوگا۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہی ہستی قسمتوں کے بناؤ بگاڑ پر قادر ہے اور سربستہ رازوں کی امین بھی ہے۔ چونکہ کوئی یہ جان ہی نہ سکے گا کہ بادشاہ کے مستقبل کے منصوبے کیا ہیں اس لیے کسی طرح بھی کوئی سدِ راہ نہ بن سکے گا۔ بہر حال بادشاہ کی ذہنی وسعت اور قابلیت وصلاحیت بنیادی ضرورت ہے۔ لہٰذا تخت نشینی کی شرط یہ ہوگی کہ ہمارے فاضل 33 بزرگ (مربی) بادشاہ کی ذہانت کا امتحان لے کر ہی اسے حکمران بنائیں گے۔ یہود کا حاکم اعلیٰ کسی صورت بھی اپنے جذبات کا اسیر نہیں ہوگا، خصوصاً شہوانی جذبات کا۔ کسی بھی صورت میں اس کے دل ودماغ پر یہ بہیمانہ جذبات غالب نہیں آنے چاہئیں۔ کیونکہ شہوانیت کا غلبہ ذہنی صلاحیتوں اور قوت فیصلہ میں انتشار پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ جس کے سبب انسان کی فکری وعملی صلاحیتیں جلد ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر حیوانیت اور بربریت اُس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے اور یہ چیزیں حکمرانی کی ضد ہیں۔ جب کہ آلِ داؤد کی متبرک ومقدس نسل کے وارث، یہود کے حاکم اعلیٰ کو سلطنت کے مفادات میں اپنے ذاتی رجحانات، اپنی خواہشات وجذبات کی قربانی اپنے عوام کے لیے دینا ہوگی۔ یعنی ہمارے شہنشاہ کا کردار ہمہ پہلو بے داغ اور مثالی ہونا لازم ہے۔

یادداشتیں

بیسویں صدی کے جون 1967ء میں اسرائیل نے مصر، شام، اردن اور لبنان کے علاقوں پر قبضہ جماتے ہوئے بیت المقدس کو بھی اپنے کنٹرول میں کر لیا۔ یہ صہیونیوں کے خوابوں کا مرحلہ اول تھا۔ فاتح اسرائیلی فوج کا چیف فتح یروشلم کے آدھ گھنٹے بعد دیوار گریہ سے جا لپٹا اور اعلان کیا کہ ''میں جنرل شلوموگران! اسرائیلی فوج کا چیف اس لیے یہاں حاضر ہوا ہوں کہ اب کبھی یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا'' اسی اثنا میں وزیر دفاع موشے دایان بھی وہاں پہنچ آیا اور کہا ''ہم نے اسرائیل کے بٹے ہوئے دارالحکومت کو آج یکجا کر دیا ہے۔ ہم آج اپنے مقدس ترین مقام تک پہنچ گئے ہیں، جس سے ہم آئندہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔'' اسرائیلی جارحیت کے ردعمل میں جب ہنگامی طور پر اقوام متحدہ کا اجلاس بلایا گیا، تو اس وقت کے اسرائیلی وزیراعظم لیوی اشکول نے اعلان کیا ''اگر اقوام متحدہ کے 122 میں سے 121 ارکان بھی یک زبان ہو کر یہ فیصلہ دے دیں اور صرف اسرائیل کا ہی ووٹ اس کے حق میں باقی بچے تو بھی ہم مفتوحہ علاقے خالی نہیں کریں گے۔'' 27 جولائی 1967ء کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے بیت المقدس کو اسرائیل کا ''اٹوٹ انگ'' قرار دے دیا۔ وہ دن اور آج کا دن مسجد اقصیٰ مسلسل نشانہ ستم بنی ہوئی ہے۔ اُسے منہدم کر کے ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا حتمی خواب پورا کرنے کی جستجو جاری ہے۔ 21 اگست 1969ء کو ایک عیسائی باشندے مائیکل روھن نے سازش کا آلۂ کار بنتے ہوئے مسجد کے جنوبی حصے کو آگ سے شدید نقصان پہنچایا۔ صلاح الدین ایوبیؒ کے تعمیر کردہ منبر کو بھی جلا کر راکھ کر دیا۔ سینکڑوں فلسطینی نوجوانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر سینکڑوں فٹ بلند آگ کے شعلوں کو سرد کیا۔ 25 ستمبر 1969ء کو مراکش میں اسلامی کانفرنس تنظیم OIC وجود میں آئی مگر ''ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات'' کا فیصلہ صادر معلوم ہوتا ہے۔

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا دورہ حلقہ پنجاب شرقی

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب 6 دسمبر 2013ء کو امیر حلقہ پنجاب شرقی محمد ناصر بھٹی صاحب کے ہاں عارف والا تشریف لائے۔ 7 دسمبر بروز ہفتہ فورٹ عباس میں مقامی تنظیم فورٹ عباس، مقامی تنظیم چشتیاں، مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی وغربی، مقامی تنظیم مروٹ کے رفقاء کا اجتماع منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں 130 رفقاء نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز صبح دس بجے رفقاء کے ساتھ تعارفی نشست سے ہوا جو ایک بجے تک جاری رہی اور پھر ظہر کی نماز کا وقفہ ہوا۔ نماز ظہر کے بعد امیر محترم نے احباب سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد کھانا ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد ذمہ داران سے امیر محترم کی خصوصی نشست ہوئی۔ مقامی تنظیم فورٹ عباس نے ایک مسجد کی تعمیر کی ہے، جس کا نام ''مسجد جامع القرآن'' رکھا گیا ہے۔ امیر محترم نے اس مسجد کا افتتاح بھی فرمایا۔

8 دسمبر بروز اتوار جامع مسجد القدس اہلحدیث فرید ٹاؤن میں مقامی تنظیم بہاولنگر، مقامی تنظیم پتوکی، مقامی تنظیم پاکپتن اور منفرد اسرہ جات ساہیوال، عارفوالا، بوریوالا کے رفقاء کے ساتھ امیر محترم کی نشست ہوئی جو دن دس بجے سے ظہر تک جاری رہی۔ نماز ظہر کے بعد کھانا ہوا۔ بعدازاں امیر محترم کی تمام ذمہ داران کے ساتھ خصوصی تعارفی نشست ہوئی۔ اس کے بعد امیر محترم سے ساہیوال کے ایک چلڈرن سپیشلسٹ ڈاکٹر امتنان کاشف نے عبداللہ سلیم کے گھر پر ملاقات کی، جو نماز عصر تک جاری رہی۔ نماز کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ساہیوال کے پروگرام میں تقریباً 70 افراد نے شرکت کی تھی، جن کے کھانے کا اہتمام منفرد اسرہ ساہیوال نے کیا تھا۔ فورٹ عباس اور ساہیوال دونوں پروگراموں میں جن جن رفقاء نے معاونت اور خدمت کے فرائض سرانجام دیئے اللہ رب العزت ان کے ایثار اور انفاق کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ تمام رفقاء ان دونوں پروگراموں میں شرکت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے یہاں پہنچے۔ اللہ رب العزت ان سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔

(رپورٹ: عابد حسین)

حلقہ حیدرآباد کی دعوتی وتنظیمی سرگرمیاں

1) 20 نومبر 2013 کو ٹنڈوآدم میں منفرد اسرہ کے نقیب راؤ اسلم ایڈووکیٹ کی جانب سے منعقد کردہ محفل درس قرآن میں امیر حلقہ نے سورۃ یٰسین کا درس دیا، جس میں رفقائے تنظیم کے علاوہ ایک سو(100) کے قریب احباب نے شرکت کی۔ شرکاء کی چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ چائے کے وقفے کے بعد حاضرین کو فحاشی کے خلاف مہم بارے بتایا گیا اور اُن میں ہینڈ بل تقسیم کیے۔ شرکاء نے اس مہم کو ایک اہم قدم قرار دیا اور اسے کامیاب بنانے کے لیے بھرپور تعاون کا وعدہ کیا۔ اس دوران حاضرین سے دستخطی مہم کے سلسلے میں دستخط بھی لئے گئے۔

2) 21 نومبر 2013 کو ٹنڈو محمد خان میں منفرد رفیق امتیاز تالپور نے مسجد طوبیٰ میں درس قرآن کی محفل کا انعقاد کیا، جس میں ساٹھ کے قریب احباب بشمول امام مسجد نے شرکت کی۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے امیر حلقہ شفیع محمد لاکھو نے ''منافقانہ طرز زندگی قرآن اور احادیث کے آئینے میں'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ منافق شخص مومنوں اور ان کی جماعت کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنا محاسبہ کرے کہ کہیں میں اس بیماری میں مبتلا تو نہیں ہوں۔ بعدازاں شرکاء کو انسداد فحاشی مہم سے آگاہ کیا گیا اور اُن سے دستخطی فارم پر دستخط لئے گئے اور اُن میں ہینڈ بل بھی تقسیم کیے گئے۔

3) 24 نومبر، 2013 کو ٹنڈو سومرو میں ایک محفل درس ہوئی۔ ٹنڈو سومرو سندھ کے معروف شہر ٹنڈوالہ یار سے دس کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔ یہاں ہمارے ایک فعال منفرد رفیق مہران نظامانی نے جامع مسجد میں امیر حلقہ کے درس کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام میں 150 کے قریب احباب نے شرکت کی۔ امیر حلقہ نے سورۃ المنافقون کا درس دیا۔ درس میں انہوں نے علامات نفاق کے بارے میں بتایا اور منافقین سے اسلام اور مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کی وضاحت کی۔ آخر میں انسداد فحاشی مہم کے سلسلے میں شرکاء سے تعاون کی اپیل کی گئی اور اُن میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ (مرتب: علی اصغر عباسی)

مقامی تنظیم شاہ پنجو کے زیراہتمام شب بیداری پروگرام

مقامی تنظیم شاہ پنجو کی شب بیداری یکم اور 2 دسمبر 2013ء کی درمیانی شب شہید عبدالمالک مسجد سوبومگسی میں منعقد ہوئی۔ نماز مغرب سے پہلے رفقاء واحباب مسجد میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ نماز مغرب کے بعد راقم نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی روشنی میں ''امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل'' پر گفتگو کی۔ اپنی گفتگو کے آغاز میں انہوں نے ملت اسلامیہ کی پستی وذلت کا ذکر کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ان آیات میں امت مسلمہ کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سہ نکاتی لائحہ عمل دیا ہے۔ ہر شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے، اپنی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے جڑ جائے، تفرقہ بازی سے بچنے کی کوشش کرے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے۔ بعد نماز عشاء امیر حلقہ احمد صادق سومرو نے درس حدیث دیا۔ جس میں ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں جماعت کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد شرکاء کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد ملتزم رفیق محمد حاجن چند نے دعوت الی القرآن پر گفتگو کی۔ نقیب اسرہ اورنگزیب مگسی نے فحاشی وعریانی کے موضوع پر پمفلٹ پڑھ کر سنایا۔ معتمد فیض محمد منگی نے ایمان باللہ پر تقریر کی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر یقین جتنا پختہ ہوگا انسان اُسی قدر تقویٰ کی روش اختیار کرے گا۔ آخر میں نقیب اسرہ شاہ پنجو نثار احمد اعوان نے چند احادیث نبویؐ پر گفتگو کرتے ہوئے تقویٰ وپرہیزگاری کی نصیحت کی۔ یہ پروگرام رات دس بجے اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں 27 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ (مرتب: نور محمد لاکھیر)

خانیوال میں امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا خطاب

7 دسمبر 2013ء کو امیر حلقہ جنوبی پنجاب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کا جامع مسجد لوکوشیڈ خانیوال میں بعد نماز مغرب خطاب ہوا۔ مسجد کے خطیب مولانا عباس اختر نے ابتدائی کلمات میں امیر حلقہ کا ان کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور تنظیم اسلامی کی انسداد فحاشی مہم کو سراہا۔ مولانا محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چاہنے والوں میں سے ہیں۔ اور دعوت دین کے کاموں میں ہم سے بہت تعاون کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ مسجد کا ہال نمازیوں سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریباً 150 نمازیوں نے امیر حلقہ کا یہ خطاب سنا۔ ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی چند آیات کے حوالے سے پردہ اور چار دیواری کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے فحاشی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ فحاشی شیطان کا سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔ اُس کے ذریعے وہ انسان کے اندر سے حیا ختم کرنا چاہتا ہے۔ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ قرآن مجید میں قصہ آدم وابلیس کئی مرتبہ بیان کیا گیا، تاکہ یہ حقیقت انسان کے ذہن نشین ہو سکے کہ شیطان اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہود شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ ہیں۔ مغربی دجالی تہذیب نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ویلنٹائن ڈے، میوزیکل پروگرام، مخلوط معاشرت یہ سب اسی تہذیب کا حصہ ہیں۔ اسلامی

معاشرت میں ان چیزوں کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تہذیب کی پہچان پردہ، شرم وحیا، چادر چار دیواری، غیر مخلوط معاشرت ہے۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں مٹھائی تقسیم کی گئی، اور نقیب اسرہ انور صاحب کے گھر پر اُن کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

(مرتب: شوکت حسین)

حلقہ ملاکنڈ کے تحت سہ ماہی دعوتی وتربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ کا دعوتی وتربیتی اجتماع 8 دسمبر 2013 کو منعقد ہوا، جس میں 72، ملتزم اور 25 مبتدی رفقاء اور 12 احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز صبح 9 بجے درس قرآن سے ہوا۔ تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے امیر شوکت اللہ شاکر نے سورۃ النحل کی آیت نمبر 90 کا درس دیا۔ احسان اللہ صاحب نے ایمان اور اس کے عملی تقاضوں پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ ایمان کا عملی تقاضا فرائض دینی کی ادائی ہے، جس میں پہلے خود اللہ کی بندگی کرنا ہے، جس کے لئے قرآن میں عبادت کا لفظ آیا ہے، پھر شہادت علی الناس کی ذمہ داری ہے۔ یہ شہادت انفرادی واجتماعی دونوں سطح پر دینی ہے۔ اس شہادت کے عملی تقاضے کے طور پر اسلام کے نظام عدل وقسط کے قیام کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نفاذ اسلام سے عوام کے لئے بندگی کرنا آسان ہو جائے گا۔

بیان کے بعد اس موضوع پر شرکاء کے درمیان مذاکرہ ہوا۔ مذاکرے کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اس دوران شرکاء نے سٹال سے کتابیں بھی خریدیں۔ وقفہ کے بعد محمد امین سواتی نے نظام خلافت کے قیام کا نبوی ﷺ طریق کار پر سیر حاصل گفتگو کی اور نظام خلافت کے ثمرات بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ غلبۂ دین کے لئے تن من دھن کی قربانی کی ضرورت ہے۔ اسی میں ہماری دُنیاوی واُخروی فلاح مضمر ہے۔ انہوں نے رُفقاء کو یاد دلایا کہ ہم نے اسی عظیم مشن کی خاطر امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کی رضا کے ہدف کو اپنے سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے نظام اسلام کو تمام دُنیا پر غالب کرنا ہے۔ ہمارے لئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس عظیم مشن میں کس قدر حصہ ڈال رہے ہیں۔ بعد ازاں اس موضوع پر شرکاء میں مذاکرہ ہوا۔ رُکن مرکزی شوریٰ محمد فہیم صاحب نے شرکاء کو تاکید کی کہ ہمیں فرائض دینی کے جس جامع تصور کی یاد دہانی کرائی گئی ہے اس کے لیے تن من دھن لگا دیجئے۔

ساڑھے بارہ بجے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ پروگرام کے بعد ایک حبیب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ ظہرانے کے بعد شرکاء گھروں کو واپس ہوئے اور اُمراء نے مجلس مشاورت میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی اقامت کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مرتب: احسان الودود، ناظم حلقہ ملاکنڈ)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

غلبۂ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ جنوری 2014ء، ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

اجرائے ثانی: **ڈاکٹر اسرار احمد** رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

دہشت گردی اور اس کا سدباب —— ایوب بیگ مرزا
تقویٰ اور اس کی عملی شکلیں —— ڈاکٹر اسرار احمدؒ
ذکر الٰہی: اطمینانِ قلب کا ذریعہ —— عتیق الرحمٰن صدیقی
حیاتِ طیّبہ کا سخت ترین دن: یوم طائف —— حافظ محمد زاہد
اُسوۂ حسنہ اور اسلامی اخلاق —— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
نظام ربوبیت اور اقسام ہدایت —— پروفیسر عبدالعظیم جانباز
امام مسلمؒ اور اُن کی ’’صحیح‘‘ —— عبدالرشید عراقی

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زر تعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق ومطالبات جیسے علمی وعملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

از ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ تقریباً 500 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف

خود پڑھیے۔ دوسروں کو تحفہ میں دیجیے!

اشاعت خاص (مجلد): امپورٹڈ آفسٹ پیپر، قیمت: 400 روپے

اشاعت عام (پیپر بیک): امپورٹڈ بک پیپر، قیمت: 270 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 3-042-35869501
maktaba@tanzeem.org

بانیٔ تنظیمِ اسلامی و داعیٔ تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ علیہ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعیٔ رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورۂ ترجمہ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات :359 ، قیمت 450روپے
حصہ دوم: صفحات :321 ، قیمت 400روپے
حصہ سوم: صفحات :331 ، قیمت 425روپے
حصہ چہارم: صفحات :394 ، قیمت 450روپے
حصہ پنجم: صفحات :480 ، قیمت 550روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت و اقسامِ شرک

قیمت اشاعت عام :60روپے، خاص :90روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد :400روپے غیر مجلد :200روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص :50روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25روپے، عام 20روپے

ایمان کے لغوی اور شرعی معنی، ایمان کا فلسفہ، ایمان و عمل کا باہمی تعلق
اپنے موضوع پر لاثانی تحقیق و فکری تصنیف

حقیقتِ ایمان

اشاعت خاص :120روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہِ نجات

اشاعت خاص :70روپے عام :35روپے

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟

عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اشاعت خاص 35روپے، عام 25روپے

اُمتِ مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100روپے، غیر مجلد 45روپے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات :130 قیمت :65روپے

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

اشاعت خاص 400روپے، عام 270روپے

برعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن :50روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت عام :25روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 120روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص :100روپے

مفصل فہرست طلب کیجیے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر 3-042-35869501

Drones, Death, Destruction and Deception

Muhammad Faheem

We are the unfortunate people to have been unabatedly experiencing drone strikes resulting in deaths and destruction. Since our respective governments during the whole last decade failed to stop the enemy's aggression, Imran Khan, the Chairman of PTI showed some guts to block the route of the NATO supply through KPK, recording the sentiments of the people against the cruelty of the US led Alliance. It is a way of protest of a nation whose governments in the Center could not protect their life and property from the affliction of a mighty enemy – yet calling itself our ally. Everyone has a right to disagree with the manner of conducting politics and the way of thinking of the Leader of the PTI but he is the only person amongst the lot who gave a practical shape to the feelings of the masses. He was able to unite the people to stand in protest against the atrocities of the US led assault on the hapless victims. This bold step of Imran has won for him the hearts of the people.

It is heartbreaking episode that the drones which are responsible for the death and destruction of our people have been covertly permitted by our respective governments including the incumbent rulers. General (r) Shahid Aziz a comrade of the ex-President Musharraf has explicitly disclosed in his book that Pervez Musharraf had stuck out a deal with the CIA in 2004, to allow US Secret Agency's network in Pakistan to secretly and shamefully carry out drone strikes on our soil. These facts have been time and again expressed by the American media and the members of American Congress as well. Zardari's government, the successor of Musharraf also followed suite with the same spirit of American servility with willful appeasement to the aggression and of course to protect his power in office as the president of the country. The Zardari followed the policy of duality, covertly supporting and overtly protesting against the drone strikes violating our sovereignty blatantly. The highest man in the echelon of power in our Political Arena had told Mike Mullen, "We are least worried about the 'collateral damage' caused due to the drone strikes on our soil" The Western media is on record to have disclosed the statement of the Ex-Prime Minister Yousaf Raza Gillani, "Keep on the drone attacks! Our apparent protests should not be a reason of worry for you".

The general masses of Pakistan had attached great hopes with the incumbent rulers that they would take serious steps and do something to stop the atrocities of the US drone program and its implications for our peaceful citizens through mass killings but they took a U-turn in private to what they expressed in public, when not in power. People believed that they will take a bold step and will gradually come out of the 'American war on terror' but all the hopes were dashed when Zardari's successor Mr. Nawaz Sharif and his cronies acted no differently. The same old game of hypocrisy where the the official statements of the PML-N leadership express rage on the drones, while privately, another deal seems to have been fixed. Be it Pervez Rashid, Rana Sanaullah, Mushahidullah Khan, Ishaq Dar or Rana Tanveer – they all are parroting in their master's voice and dancing to the American tune. PML-N has proven yet again that it is best in the politics of our country to hide their timidity, inaction and weaknesses under the cover of what is named as 'ground reality'. Their 'power' and stay in governance is 'guarenteed' in that case.

However, this war was never ours but has now been imposed on us due to our own wrong policies and timid approach on international matters, particularly relating to the US, NATO and India. What we need are bold leaders who can call a spade a spade. If that does not happen in the near future, we are heading to a massive catastrophe.